

اس نے بڑی لاپرواہی سے اوہراوہر دیکھا اور اپنا ہاتھ چنڈل پر رکھ دیا وہ اسی عالم میں چند لمحے کھڑا رہا مگر اس کی انگلیاں تیزی سے چنڈل کے ارد گرد سانپوں کی طرح گردش کرتی رہیں اور پھر اس کی انگلی ایک بال سے ہار یک تار کے ساتھ ٹکرا ہی گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر دوسرے لمحے اس کی ناخن میں لگے ہوئے تیز بلینڈ کی دھار نے یہ تار کاٹ دیا۔ تار کٹتے ہی اس کی انگلی کو ہلکا سا جھٹکا ضرور لگا مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور پھر ایک جھٹکے سے چنڈل دبا کر دروازہ کھول دیا اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کی اندرونی طرف پلاسٹک ٹیپ سے چٹا ہوا طاقت ور بم اکھاڑا اور پھر اس کا فیوز اڑا کر اسے لاپرواہی سے باہر پھینک دیا۔ اس کی چھٹی حس نے آج اسے ایک قیمتی موت سے بچا لیا تھا اگر وہ تار کو توڑے بغیر یوں ہی دروازہ کھول لیتا تو وہ طاقتور بم کار کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے بھی ہزاروں ٹکڑے اڑا دیتا۔ اس تمام کارروائی میں چھٹی حس کے ساتھ ساتھ اس کی تیز نظروں اور قوت کا فیصلہ کا بھی ہوا دخل تھا۔ چھٹی حس تو صرف اتنا کام کرتی ہے کہ احساس دلا دیتی ہے کہ کہیں کوئی خطرہ موجود ہے مگر باقی کام قوت مشاہدہ اور قوت فیصلہ کا ہوتا ہے دراصل جیسے ہی عمران کو احساس ہوا کہ کوئی گڑبڑ ہے اس کی تیز نظروں نے چکدار چنڈل پر ایک دھبے کو تار لیا گو عام نظروں کے لئے یہ دھبہ استثنائی معمولی اور ناقابل توجہ ہوتا مگر یہ عمران تھا جس کی تیز نظریں سانپ کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی تھیں بس اس دھبے کے مشاہدے کے بعد باقی کام اس کی

سپر آپریشن

عمران گذشتہ کئی دنوں سے فارغ تھا اور فارغ اوقات میں آج کل اس نے ایک نیا شغل اختیار کر رکھا تھا۔ وہ شر سے دور پھانسیوں میں چلا جاتا اور کسی غار کے دہانے پر بیٹھ کر اپنا سانس روک کر یوگیوں کی طرح روحانی مشقیں شروع کر دیتا۔ کئی کئی گھنٹے اس طرح گزارنے کے بعد وہ جب واپس لوٹتا تو پہلے سے کہیں زیادہ ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوتا۔ آج بھی وہ مسلسل چار گھنٹے تک سانس کی ایک کڑی مشق کرتے کے بعد جب اٹھا اور پہاڑی سے اتر کر دامن میں کھڑی کار کے قریب پہنچا تو اچانک ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کی چھٹی حس نے خطرہ کا الارم بجانا شروع کر دیا۔ یوں تو اس کی چھٹی حس پہلے ہی کافی طاقت ور تھی مگر ایسی مشقیں کر کے اس نے اس کی طاقت مزید بڑھائی تھی اس لئے بظاہر ٹھٹک ٹھاک کھڑی کار میں اسے خطرے کا احساس ہوا تو وہ ایک لمحے کے لئے رکا پھر کندھے جھٹک کر کار کے قریب پہنچ گیا۔

نظروں اور قوت مشاہدہ نے سرانجام دے دیا اور اس طرح عمران اب اطمینان سے کار میں بیٹھا واپس شرکی طرف آ رہا تھا مگر اب اس کا ذہن اس ادھیڑ میں مصروف تھا کہ اس کی کار میں ہم قفٹ کرنے والا کون ہے اور اس کا مقصد کیا ہے بہر حال اس کا دل کہہ رہا تھا کہ کوئی نیا کیس شروع ہو چکا ہے۔ مجرموں کے متعلق وہ ابھی سے اندازہ لگائے میں مصروف تھا اور اسے یہ سوچ کر خاصی خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ مجرم اس کی معیار کے مطابق ہیں جنہوں نے آغاز میں ہی اس پر خوفناک حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے عمران کی عجیب نفسیات تھی کہ وہ ایسے مجرموں کو ذہنی طور پر پسند کرتا تھا جو مستطعم انداز میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے تھے اور خاصے تیز واقعی ہوتے تھے اس طرح اسے اپنی صلاحیتیں آزمانے کا خاصا موقع مل جاتا تھا جب کہ ڈفر قسم کے مجرموں سے اسے نفرت تھی جو پرانے تھے بے انداز میں کام کرتے تھے اس کا خفیہ تعاقب اور ماسٹنگ انداز میں اس کی کار میں ہم رکھنا اور آغاز ہی عمران پر قاتلانہ حملے سے کرنا اس بات سے اسے ذہنی مسرت محسوس ہو رہی تھی کہ کسی تیز ذہن مجرم سے واسطہ پڑنے والا ہے اسے معلوم تھا کہ مجرم پہلا حملہ ناکام ہونے پر یقیناً دوسرا حملہ کرے گا اور اس طرح اسے لانا سامنے آنا پڑے گا۔ یہی سوچتا ہوا وہ تیزی سے دارالحکومت کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا کہ اچانک تنگ موڑ پر جیسے ہی اس کی کار مڑی اس نے پوری قوت سے ریک لگائی اور اس کی تیز رفتار کار اچانک بریک لگنے سے لٹو کی طرح گھوم کر رک گئی اور اس

سے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اس کی توقع کے مطابق مجرموں نے بہت جلد دوسرا حملہ کر دیا تھا۔ تنگ موڑ پر ایک بند ریک سڑک پر ترچھا کھڑا تھا اور پھر جیسے ہی عمران کی کار رکی دونوں اطراف سے نقاب پوش ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے آگے بڑھے اور انہوں نے عمران کی کار کو گھیر لیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا ایک نقاب پوش نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور عمران کو باہر تھمٹ لیا اور دوسرے لمحے دس سے زائد نقاب پوش کھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور انہوں نے ایک لمحہ سے کم مدت میں عمران کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا اور پلک جھپکنے میں اسے اٹھا کر یوں ٹرک کے اندر ڈال دیا جیسے کسی پوری کو پھینکا جاتا ہے۔ جیسے ہی عمران ٹرک کے اندر گرا ٹرک کا دروازہ آٹو چک انداز میں خود بخود بند ہو گیا اس کے ساتھ ہی ٹرک حرکت میں آگیا۔ ٹرک چلتے ہی عمران پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اب تک اس نے قطعاً کوئی مداخلت نہیں کی تھی صرف اس لئے کہ وہ مجرموں تک پہنچنا چاہتا تھا مگر اب اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اندازہ کر لیتا کہ ٹرک کے ذریعے اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے چنانچہ وہ اٹھ کر سیدھا دروازے کی طرف بڑھا اس نے لاک کو کھولنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ لاک خاصا جدید انداز کا تھا عمران نے اٹلی پھیر کر لاک کی ساخت کا اندازہ کیا اور پھر اس نے ہاتھ میں ہڈمی ہوئی گھڑی کا وینڈیشن ایک مخصوص انداز میں تھمایا وینڈیشن گھڑی سے علیحدہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک باریک سی نکلی نما

جیسے ہی سبھا اس کے چوہہ طبق روشن ہو گئے اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں اور ذہن بھک سے اڑ گیا۔

آگیا اسے واقعی کھنڈرات میں لے آیا گیا تھا۔
”پہلو آگے مگر سن لو اگر غلط حرکت کی تو گولی مار دی جائے گی۔“ اسی نقاب پوش نے دوبارہ اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔
”غلط حرکت تم کے کہتے ہو ایسا نہ ہو کہ میں اپنے طور پر درست حرکت کروں اور تم اسے غلط سمجھ کر گولی مار دو اس لئے مجھے وضاحت سے بتا دو کہ غلط حرکت کونسی ہے۔“ عمران نے یوں اطمینان سے جواب دیا جیسے وہ اپنے ڈرائیونگ روم میں بیٹھا خوش گلیوں میں مصروف ہو۔

”ٹھٹ اپ زیادہ بات مت کرو آگے بڑھو۔“ نقاب پوش نے اپنے لیے کو انتہائی سخت کرتے ہوئے کہا اور عمران اس بار خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ کھنڈرات کے اندر ایک ٹوٹے کمرے میں پہنچ کر ایک نقاب پوش نے ایک مخصوص جگہ پر بیٹھ مارا تو ایک دیوار پھٹ گئی اور پھر اندر بیڑھیاں اترتی نظر آئیں عمران کو لگے ہوئے نقاب پوش بیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک راہداری میں پہنچ گئے جس کے آخری سرے پر ایک بڑا سا دروازہ تھا جو لوہے کا بنا ہوا تھا۔ ایک نقاب پوش نے جیب سے الیکٹرانک شاکر نکالا اور اسے دروازے کے ساتھ لگا دیا۔ شاکر لگتے ہی دروازہ درمیان سے خود بخود کھلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے پیچھے کھڑے نقاب پوش نے عمران کو اچانک زور سے دھکا دیا اور عمران اچھل کر کمرے کے اندر چلا گیا اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔ دوسری طرف عمران

جولیا بڑے اطمینان سے صوفے پر بیٹھی ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھی۔ یہ کتاب وہ آج ہی بازار سے لے کر آئی تھی اور جب سے وہ اس کے مطالعہ میں اس قدر منہمک تھی کہ اسے کھانے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔ آج کل فرصت کے دن تھے اور جولیا کی عادت تھی کہ وہ فرصت کے اوقات میں کہیں جانے کی بجائے اپنے غلیٹ میں بیٹھی مطالعے میں مصروف رہتی تھی چنانچہ آج شام کو جب وہ شاہنگ کے لئے گئی تو یہ نئی کتاب لیتی آئی اور اب رات ہونے والی تھی مگر وہ مطالعے میں غرق تھی۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑی کیونکہ قریب پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج رہی تھی جولیا نے بڑے آکٹاہٹ بھرے انداز میں رسیور اٹھایا۔

”ہیلو۔ جولیا سپکنگ“ — اس کی آواز میں جھنجھلاہٹ تھی۔
 ”رائیل سپکنگ تمہارا منگیتر“ — دوسری طرف سے ایک

بادکار مروانہ آواز سنائی دی اور جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کا دوران خون یک لخت رک گیا ہو۔ اس کے ذہن کے پردے پر اپنے منگیتر رائیل کی شبیہ ابھر آئی جسے وہ دس سال قبل سوئزر لینڈ میں پہوڑ آئی تھی وہی رائیل جس کے ساتھ اس نے نبھائے کتنی پر لطف اور محبت بھری گھڑیاں گزاری تھیں وہ رائیل جو کبھی اس کا آئیڈیل ہوتا تھا اور جب وہ سفارت خانے کے ذریعے یہاں پہنچی اور عمران نے اسے سیکرٹ سروس میں داخل کرا دیا۔ اس سیکرٹ سروس میں جس میں داخل ہو کر وہ اپنا ملک اپنے ماں باپ اور اپنے منگیتر کو بھی بھلا بیٹھی تھی۔ آج دس سال بعد اچانک منگیتر کی آواز اس کے کانوں میں بجی تو اس کا دوران خون یقیناً بند ہونا چاہئے تھا۔

”ہیلو جولیا نا۔ کیا تم مجھے پہچاننے سے بھی انکار کر دو گی یقین جانو ہر دس سال میں مجھے تمہیں تلاش کرتے ہوئے گزرے ہیں اور کیا آج اس سال بعد جب میں تم تک پہنچا ہوں تو کیا تم مجھے پہچانو گی بھی نہیں“ — رائیل نے انتہائی رومانٹک لہجے میں کہا اور جولیا نا جس نے جذباتی طور پر اپنے آپ کو برف کی سل بنا لیا تھا اس کے ان ہاتھوں سے پھسلنے لگ گئی اس کے جسم میں جذبات کی لہریں اٹھنے لگیں۔

”ہیلو جولیا نا۔ کیا تم میری بات سن رہی ہو“ — رائیل نے اسے ہوش پا کر دوبارہ کہا اور اسی لمحے جولیا کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپک پڑے وہ مکمل طور پر پھل چکی تھی۔

نوجوان لڑکیاں مل سکتی تھیں مگر رافیل اب تک اپنی محبت کو ڈھونڈ رہا تھا وہ محبت جو اس سے چھڑ گئی تھی مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کا ہیولہ ابھر آیا اور وہ دل ہی دل میں تڑپ کر رہ گئی۔ وہ چاہے بھی تو اب سیکرٹ سروس کو نہیں چھوڑ سکتی تھی اسے معلوم تھا کہ ایکسٹو اس معاملے میں کتنا سخت ہے۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو جولیانہ“ — آخر تمام گھڑے شکوکوں کے بعد رافیل نے پوچھا۔

”میں یہاں ترجمے کا کام کرتی ہوں مختلف اخبارات و رسائل میں میرے مضامین اور کہانیاں چھپتی ہیں“ — جولیانہ نے جواب دیا۔

”ارے تم بھی کمال کرتی ہو تمہیں بھلا یہاں کیا مل رہا ہے چلو میرے ساتھ“ — رافیل نے استغاثی التجا یہ لیے میں کہا۔

”جس رافیل میں یہاں سے نہیں جا سکتی“ — جولیانہ نے نظریں جھانکے ہوئے کہا مگر رافیل نے اس کی منتیں کرنی شروع کر دیں اور جب جولیانہ بالکل رنج ہو گئی تو اسے اصل راز اگلا پڑا اور پھر اس نے تفصیل سے سیکرٹ سروس کے متعلق اسے بتا دیا اور اپنے ساتھیوں کے متعلق بھی۔ رافیل حیرت زدہ بیٹھا سب کچھ سنتا رہا اور آخر اس نے یقین کرنے سے انکار کر دیا۔ جولیانہ نے آخر کار اسے چند ٹوٹ دکھائے سیکرٹ سروس کے ارکان کے خفیہ نمبر بتائے تب جا کر اسے یقین آیا مگر وہ خود مر رہا کر رہ گیا کیونکہ اسے یقین آ گیا تھا کہ اب جولیانہ کو نہیں اپنا سکتا۔

”رافیل میرے پاس آ جاؤ رافیل“ — جولیانہ نے بھرائے ہوئے لمبے میں کہا اور پھر رسیور زور سے کریڈل پر بلیج کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ دس سال سے وہ کسی ایسی شخصیت کی طرح رو رہی تھی ابھر آئے تھے۔ اس وقت وہ کسی ایسی شخصیت کی طرح رو رہی تھی جس نے دس سال بعد اپنی کی آواز سنی ہو۔ وہ کافی دیر تک رو رہی تھی اور جب وقتی جوش ختم ہوا تو اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سوچ گئی تھیں وہ اٹھی اور غسل خانے میں جا کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی ابھی وہ تولیے سے منہ پونچھ کر فارغ ہوئی تھی کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ جولیانہ ایک لمحے کے لئے ہلکی اور پھر تیر کی طرح دروازے کی طرف بڑھی اس نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا دروازے پر ایک غیر ملکی خوب صورت نوجوان کھڑا تھا یہ رافیل تھا جولیانہ کا آئیڈل۔ جولیانہ نے بڑی گرمجوشی اور جذباتی انداز میں رافیل کا استقبال کیا پھر ان کے درمیان گلے شکوے شہزاد ہو گئے۔ رافیل نے جولیانہ کو گزشتہ دس سال کے حالات بتائے کہ کس طرح وہ اسے شہر شہر ملک ملک تلاش کرتا رہا اور کس طرح اس نے اسے آخر کار ڈھونڈ نکالا۔ جولیانہ یہ سب کچھ سن کر بے حد متاثر ہوئی ایک لمحے کے لئے اس کا جی چاہا کہ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر رافیل کے ساتھ واپس اپنے ماضی کی طرف لوٹ جائے اس رافیل کے ساتھ جو اب بھی اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا حالانکہ وہ خوبصورت اور عقلمند تھا امیر تھا اسے جولیانہ سے کہیں زیادہ خوبصورت کہیں زیادہ

”وہ ہے علی عمران“ — جولیا نے جواب دیا۔

”کیا وہ سیکرٹ سروس کا ممبر ہے“ — رائفل نے پوچھا۔

”نہیں وہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے وہ انتہائی معصوم انتہائی ہلاک انتہائی سادہ لوح اور انتہائی عیار انتہائی بیوقوف اور انتہائی فطرتاً ہی بذات خود ایک مجسم سیکرٹ سروس ہے۔ وہ تو صرف سیکرٹ سروس کی امداد کرتا ہے“ — جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اس کی تصور میں عمران کی شبیہ ابھر آئی تھی جسے وہ گذشتہ دس سالوں سے دیکھ رہی تھی جس پر کبھی اسے اتنا پیار آتا کہ اس کا جی چاہتا کہ عمران کے قدموں میں اپنی زندگی بچھو کر دے اور کبھی اس پر اتنا غصہ آتا کہ وہ اسے گولی مارنے کے لئے بے چین ہو جاتی۔

”ارے ارے کیسے تم خواب تو نہیں دیکھ رہی بھلا ایک شخص ایک وقت میں معصوم سادہ لوح اور بیوقوف ہونے کے ساتھ ساتھ ہلاک عیار اور فطرتاً ہی بذات خود ایک مجسم سیکرٹ سروس ہے“ — رائفل نے یوں کہا جیسے جولیا کی دماغی صحت پر شک ہونے لگ گیا ہو۔

”ہاں وہ ایسا ہی شخص ہے کہ اس کے ساتھ رہنے والا یا اس کے قافلے میں آنے والا اپنے آپ کو اور دوسروں کو پاگل سمجھنے لگ جاتا ہے صرف وہی شخص ہے جو ایکسٹرو سے کہہ کر مجھے رخصت دلا سکتا ہے“ — جولیا نے جواب دیا۔

”ایکسٹرو یہ کیا چیز ہے“ — رائفل نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ایکسٹرو سیکرٹ سروس کا لباس ہے ایسا لباس جسے کسی ممبر نے آج

”کاش جولیا تم اس چکر میں نہ پڑتیں“ — رائفل نے بچے بچے لہجے میں کہا۔

”بہر حال اب تو مجبوری ہے“ — جولیا نے جواب دیا۔

”نہیں مسلسل دس سال تک تمہیں تلاش کرنے کے بعد اب میں تمہارے بغیر واپس نہیں جاسکتا میں ہر قیمت پر تمہیں ساتھ لے جاؤں گا ہر قیمت پر چاہے اس کے لئے مجھے کچھ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔“ رائفل نے انتہائی مضبوط اور پراعتماد لہجے میں کہا۔

”نہیں رائفل خدا کے لئے تم ایسا سوچو بھی مت میں نے جو کچھ تمہیں بتایا ہے صرف اپنا سمجھ کر بتایا ہے۔ یہ کلی مسائل ہیں اس سلسلے میں کوئی ہماری بات نہیں سنے گا۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا لباس انتہائی غیر جذباتی اور سرد مزاج آدمی ہے اگر اسے معلوم ہو گیا کہ میں نے تمہیں سیکرٹ سروس کے متعلق بتایا ہے تو یقیناً جانو ہم آئندہ لمبے زندہ نہیں ہوں گے“ — جولیا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں جولیا خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو اور کوئی ایسا راستہ نکالو جس سے تم اس سیکرٹ سروس سے چھٹی کر کے میرے ساتھ چل سکو“ — رائفل نے آگے بڑھ کر جولیا کے ہاتھ پکڑ لئے۔

”ہاں صرف ایک آدمی ہے صرف ایک آدمی جو ہماری مدد کر سکتا ہے مگر وہ ایسا نہیں کرے گا“ — جولیا نے کہا۔

”مجھے بتاؤ وہ کون ہے میں اس کے پیر پکڑ لوں گا میں اسے مدد کرنے پر مجبور کروں گا“ — رائفل نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

نے جواب دیا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو رائیل ہر مشکل کا ایک حل ضرور ہوتا ہے مگر بعض اوقات یہ حل اس مشکل سے بھی زیادہ ناقابل حل ہوتا ہے۔“

”کیا کہہ رہی ہو جولیا مشکل کا حل اور ناقابل حل تمہیں کیا ہو گیا ہے۔“ رائیل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں رائیل میں صحیح کہہ رہی ہوں مجھے عمران کا خیال آگیا تھا عمران وہ واحد شخصیت ہے جو چاہے تو مجھے ایکسٹو سے چھٹی دلا سکتا ہے مگر۔“ جولیا اسے بتاتے بتاتے رک گئی۔

”اگر مگر کچھ نہیں مجھے بتاؤ یہ عمران کہاں مل سکے گا میں ہر قیمت پر اسے ملالوں گا ہر قیمت پر۔“ رائیل نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہی تو مشکل ہے رائیل کہ میں تمہیں عمران سے مکمل طور پر تعارف نہیں کرا سکتی یقین کرو مجھے دس برس ہو گئے ہیں اس کے قریب رہتے ہوئے مگر میں آج تک اسے مکمل طور پر نہیں سمجھ سکی۔“ جولیا نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں جولیا تم ایک بار مجھے بتا دو کہ عمران کہاں ملے گا ہائی میں خود سب کچھ کر لوں گا۔“ رائیل نے انتہائی مضبوط اور پراعتماد لہجے میں کہا تو جولیا نے اسے عمران کی نئی مصروفیت کے متعلق تفصیل سے بتا دیا اور ساتھ ہی اس کے فلیٹ کا پتہ بھی اور رائیل نے اس سے پروگرام بنالیا کہ صبح وہ اکٹھے عمران کے پاس چلیں گے پہلے تو

تک نہیں دیکھا جس کی صرف آواز سنی جاتی ہے۔“ جولیا نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے اگر تمہیں اچانک کوئی ضرورت پڑے تو تم اس سے کیسے بات کرتی ہو گی۔“ رائیل نے یوں حیران ہو کر پوچھا جیسے کوئی بچہ انتہائی تجسس بھرے انداز میں دادی اماں سے کہانی سنتے ہوئے سوال کرتا ہے اور پھر جولیا نے نہ صرف اسے ایکسٹو کے ٹیلی فون نمبر بتا دیئے بلکہ اس نے جوش میں آکر اپنے دیگر ساتھیوں کا تعارف اور ان کے فون نمبر بھی اسے بتا دیئے۔

”قرب بہت خوب۔“ ویسے تو تم خوش قسمت ہو کہ تمہیں کسی ملک کی سیکرٹ سروس میں کام کرنے کا موقع مل گیا ہے مگر یہاں اب تمہیں یہ سب کچھ چھوڑ کر ایک گھریلو بیوی بننا پڑے گا۔“ رائیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا باقاعدہ طور پر شرمائی گئی جولیا مغرب تھی مگر طویل عرصے تک مشرق میں رہ کر اب اس میں بھی مشرقی خواتین جیسی خصوصیات پیدا ہو گئی تھیں ظاہر ہے یہ شرمناک فیورہ اسی سبب تھا۔

”رائیل میں نے سیکرٹ سروس کے بارے میں تمہیں تفصیل سے اسے لئے بتا دیا ہے کہ تمہیں احساس ہو سکے کہ میں کتنی مجبور ہوں میں نہ ہی تم سے شادی کر سکتی ہوں اور نہ تمہارے ساتھ جا سکتی ہوں۔“ جولیا نے اداس لہجے میں کہا۔

”مگر جولیا ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا ہے۔“ رائیل

یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک میز موجود تھی میر
پر ایک ٹرانسیر رکھا ہوا تھا اور اس کے سامنے کرسی پر ایک ادھیڑ عمر
فصل بیٹھا تھا ادھیڑ عمر کی آنکھوں میں تجسس اور اشتیاق کی جھلکیاں
تھیں۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ٹرانسیر سے اچانک سٹی کی
آواز بلند ہونے لگی ادھیڑ عمر شخص نے تیزی سے ہاتھ بیٹھا کر ایک مٹن
ہاروا مٹن دے دی مٹن کی آواز آتی بند ہو گئی اس کی جگہ ایسی آوازیں
آئے لگیں جیسے بھوکی بلیاں آپس میں لڑ رہی ہوں پھر یہ آوازیں مدھم
ہوتی چلی گئیں اور ان پر ایک بھاری بھر کم آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ہیلو چیف پاس پکٹنگ ادور" — باوقار آواز میں کہا
گیا۔

"نیس چیف پاس نمبر ٹو پکٹنگ فرام دس اینڈ۔ ادور" — ادھیڑ عمر
نے سودھانہ لہجے میں جواب دیا۔

جولیا راضی نہیں ہوئی مگر رائیل کی منت سماجت پر آخر کار وہ راضی ہو
ئی مئی حالانکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ عمران نے ان دونوں کا دل بھر
کر مذاق اڑانا ہے اور مذاق اڑانے کے بعد نجانے اس کا رد عمل کیا ہو
کیا وہ ایکسٹو سے اس کی سفارش کرنے کی بجائے اس کی شکایت کر
دے گا کیا وہ ایکسٹو کے ہاتھوں اسے سزا دلوائے گا۔
"اچھا جولیا اب تم سو جاؤ میں صبح کو تمہیں لے جاؤں گا"۔ رائیل
نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو" — جولیا نے پوچھا۔

"ہوٹل انٹرنیشنل میں" — رائیل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ویسے رائیل میں ایک بار پھر تمہیں یہی کہوں گی کہ تم

میرا خیال چھوڑ دو" — جولیا نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"نہیں جولیا میں ایسا نہیں کر سکتا میں مجبور ہوں اس معاملے میں

تم مجھے مشقی سمجھو اچھا پائی پائی" — رائیل نے تنگ لہجے میں کہا

اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلا چلا گیا۔ جولیا نے اگلے

ہاتھوں سے دروازہ بند کیا اور پھر جھکے جھکے انداز میں صوفے پر گر

گئی۔

”نمبر ٹو میں ایک انتہائی اہم مشن پر ایک اور ملک میں جا رہا ہوں جس ایجنٹ کو بھیج رہا ہوں وہ یقیناً کامیاب رہے گا یہاں سے کامیابی کے بعد وہ مجھے دوسرے ملک میں آکر ملے گا۔ اور“۔ چیف پاس نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا البتہ اس کے لیے میں قدرے کڑی کاغذ زیادہ ہو گیا تھا۔

”ہم جناب بہر حال آپ بہتر سمجھتے ہیں۔ اور“۔ ”نمبر ٹو نے مودیہانہ لیے میں جواب دیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں چیف پاس بگڑی نہ جائے۔

”اوکے۔ ایجنٹ کل تمہارے پاس پہنچ جائے گا تم بعد اپنی ٹیم کے اس کی سرکردگی میں کام کرو گے کوڈ کی رہے گا ”سپر آپریشن“ اور ایجنٹ آل“۔ چیف پاس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز آئی ہندوستانی اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ بھونکی بلوں کے لڑنے کی آوازیں آنے لگیں۔ ”نمبر ٹو نے ہاتھ بڑھا کر مشن آف کر دیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر تفکرات کی پرچھائیاں نمودار تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا یہ ایک راہداری تھی۔ راہداری میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گیا یہاں دو خوبصورت لڑکیاں صوفوں پر بیٹھی تھیں۔ ”نمبر ٹو جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ مودیہانہ انداز میں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ”نمبر ٹو ان کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ وہ بدستور اس کے سامنے کھڑی رہیں۔

”نمبر ٹو کوڈ بتاؤ۔ اور“۔ پاس نے کڑتے لہجے میں کہا۔ ”کوڈ سپر آپریشن“۔ ”نمبر ٹو نے بدستور لہجے کو مودیہانہ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

”نمبر ٹو حالات کیسے ہیں۔ کیا اب آپریشن کیا جا سکتا ہے۔ اور“۔ پاس نے سوال کیا۔

”حالات بالکل ٹھیک ہیں ہماری تنظیم پوری طرح مستعد ہے آپریشن کامیاب رہے گا۔ اور“۔ ”نمبر ٹو نے جواب دیا۔

”آپریشن کے سلسلے میں کیا رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں۔ کیا تم نے سروے کر لیا ہے۔ اور“۔ چیف پاس نے پوچھا۔

”ہیں پاس یہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی طاقتور اور منظم ہے اور یہاں ایک پاگل اور بیوقوف سانپ جو ان ہے علی عمران اس کے حلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اس ملک کا ہوا ہے۔ اور“۔ ”نمبر ٹو نے بتایا۔

”ہونہ ٹھیک ہے مجھے بھی یہی معلوم ہوا ہے اس لئے میں ایک ایسے ایجنٹ کو بھیج رہا ہوں جو ان سے بخوبی پیٹ لے گا۔ یہ ایجنٹ ایسا ہے جس نے آج تک فکرت کا لفظ نہیں سنا۔ اور“۔ ”چیف پاس نے بتایا۔

”مم۔ مم مگر پاس آپ کا ہونا بید ضروری ہے آپ خود آ جائیں تب آپریشن کی کامیابی یقینی ہے ورنہ اس ملک میں اور کوئی ایجنٹ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور“۔ ”نمبر ٹو نے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے؟" — نمبر ٹو نے جیب سے سکرٹ کا پیکٹ نکالتے ہوئے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"رپورٹ بچہ حوصلہ افزا ہے عمران کا ملازم سلیمان انتہائی حسن پرست ہے۔ عورت کو دیکھ کر اس کی رال بنے لگتی ہے اس لئے وہ آسانی سے ٹرپ کیا جاسکتا ہے۔" — ایک لڑکی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہ۔ پھر ٹھیک ہے آج رات اسے ٹرپ کر کے وہاں خیر مائیکروفون فٹ کر دو اور دیکھو کوئی کمرہ خالی نہیں رہتا چاہئے حتیٰ کہ غسل خانے تک میں مائیکروفون ہونا ضروری ہے۔ بی ٹو مائیکروفون استعمال میں لانا وہ تمہیں شور سے مل جائیں گے اور دیکھو انتہائی چالاک اور احتیاط کی ضرورت ہے۔" — نمبر ٹو نے انہیں سکھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ہم اپنا کام سمجھتی ہیں۔" — اسی لڑکی نے جواب دیا اور نمبر ٹو نے ہاتھ کے اشارہ سے انہیں جانے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئیں۔ ان کے جانے کے بعد نمبر ٹو خاموش بیٹھا آنے والے ایجنٹ کے متعلق سوچتا رہا۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک پیدا ہوئی جیسے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو اس نے قریب پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"ہیلو بیوٹی جتزل شور۔" — دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز

پائی دی لہجے میں کاروباری خوش اخلاقی موجود تھی۔
"پرنس زیرو سپکنگ۔" — نمبر ٹو نے جواب میں کہا۔
"سوری رائگ نمبر۔" — دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے ریسور کیڈل پر رکھ دیا ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی تھنڈی دور سے بج اٹھی اور نمبر ٹو نے ریسور اٹھا لیا۔
"پرنس زیرو سپکنگ۔" — نمبر ٹو کے لہجے میں اس بار کڑھکی تھی۔

"ہیں پاس الیون زیرو سپکنگ۔" — دوسری طرف سے دی آواز سنائی دی جس نے بیوٹی جتزل شور کہا تھا۔
"الیون زیرو عمران کے متعلق تمہارے پاس کیا معلومات ہیں۔" — ان کے پوچھا۔

"سروہ آج کل شر سے دور پہاڑیوں میں یوگا کی مشقیں کر رہا ہے۔ تمام دن وہاں گزارتا ہے اور شام کو واپس فلیٹ میں آ جاتا ہے۔" — الیون زیرو نے جواب دیا۔

"اے اغوا کیا جاسکتا ہے؟" — پاس نے پوچھا۔
"اغوا بھی کیا جاسکتا ہے اور قتل بھی۔" — الیون زیرو نے بوے طعنے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں قتل کرنے سے سکرٹ سروس حرکت میں آجائے گی میں اے اغوا کرنا چاہتا ہوں۔" — پاس نے کہا۔

لے رہیوں رکھ دیا اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار تھے
کیونکہ اسے ایون زیرو کی کارکردگی پر بیحد بھروسہ تھا آج تک ایون
زیرو بھی اپنے مقصد میں ناکام نہیں رہا تھا وہ نفسیاتی واؤ استعمال
کرتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہو
گا۔

”سر اس کا اغوا کرنا اس کے قتل سے زیادہ مشکل ہے وہ انتہائی
چالاک اور عیار ذہن کا مالک ہے اسے تو اچانک ختم کر دیا جائے تو
ٹھیک ہے ورنہ اسے اگر ذرا سا بھی وقت مل گیا تو وہ بازی پلٹ بھی
سکتا ہے۔“ ایون زیرو نے جواب دیا۔

”مگر اس کا قتل ہمارے لئے بیحد مشکلات پیدا کر دے گا اور اگر وہ
بچ گیا تو پھر سمجھو کہ تمام معاملہ چھوٹ ہو جائے گا۔“ نیرٹو نے
کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”آپ چاہتے کیا ہیں یہ بتائیں باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں۔“ ایون
زیرو نے بالاعتماد لہجے میں پوچھا۔

”میں عمران کا قتل یا اغوا دونوں میں سے ایک یقینی طور پر چاہتا
ہوں۔“ نیرٹو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں آج ہی پلان بناتا ہوں پہلے میں اس پر قہرمان حملہ
کراؤں گا اگر وہ مارا گیا تو ٹھیک ورنہ فوراً ہی دوسرا حملہ اغوا کے لئے
ہو گا اور اس طرح وہ جلد قابو آجائے گا کیونکہ میں اس کی نفسیات
جانتا ہوں پہلے حملے کے بعد وہ ابھی جدوجہد کے ہمارے ہاتھ آجائے گا
تاکہ وہ ہمارا مقصد چپک کر سکے میں اس کی ضرورت سے زیادہ خود
اعتمادی سے قائمہ اثباتوں کا بہرہ مال آپ کو شام کو اطلاع مل جائے
گی۔“ ایون زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اگر وہ اغوا ہو جائے تو اسے پوائنٹ زیرو پر لے آنا میں
وہاں موجود ہوں گا۔“ نیرٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

خصوص تربیت نے انہیں چوکنا کر دیا تھا انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ان دونوں کے لیوں پر ایک باہر اسی مسکراہٹ کھیلنے لگی اور پھر بظاہر انہوں نے انتہائی اطمینان سے کافی کے گھونٹ لینے شروع کر دیئے۔ مگر ان کی توجہ تمام تر اس شخص کی طرف مبذول ہو چکی تھی۔

”وہ کیسے رائیل“ — وہ تو انتہائی چالاک اور سرد مزاج لڑکی بھی جاتی ہے“ — دوسرے نے دبے لہجے میں پوچھا۔ اس کے لہجے میں اشتیاق کی جھلکیاں موجود تھیں۔

”ہاں واقعی مگر خوش قسمتی سے سوٹر لینڈ میں اس کا مگنیر رہا ہوں اس لئے جیسے ہی باس نے مجھے اس کی تصویر دکھائی میں نے اسے پہن لیا۔ چنانچہ آج میں نے اسے شیشے میں اتار لیا۔“ غیر ملکی نوجوان رائیل نے قدرے غریب لہجے میں جواب دیا۔

”گود دہری گڈ۔ یہ تو بہت بڑی خوشخبری ہے۔ پھر کچھ معلومات لیں۔“ — لونی نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”معلومات۔ ارے میں نے اس سے سب کچھ اگوا لیا ہے۔ گڈ سروس کے تمام نمبروں کے نام دیتے۔ ان کے ٹیلی فون نمبر۔ یکشم کا نظیر نمبر“ — رائیل نے جواب میں کہا اور یہ بات سن کر لونی کھیل اور صفدر دونوں کی آنکھوں میں تشویش کے گہرے سائے اتر آئے۔ ایک لمحے کے لئے تو انہیں یقین نہیں آیا تھا کہ جولیا یہ سب کچھ بتا سکتی ہے مگر اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے ہو سکتا ہے کہ

کیپٹن کھیل اور صفدر دونوں سہ پہر سے سپر مارکیٹ میں آوارہ گردی کرتے پھر رہے تھے آج کئی دنوں بعد انہوں نے گھومنے پھرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس لئے کافی دیر تک سپر مارکیٹ میں گھومنے کے بعد وہ ایک کیفے میں کھس گئے۔ جہاں کی کافی پورے دارالحکومت میں مشہور تھی۔ وہ ایک خالی میز پر بیٹھ گئے اور پھر نے کافی کے دو گلاس کران کے سامنے رکھ دیئے۔ ابھی انہوں نے کافی کے گلاس اٹھا کر منہ سے لگائے ہی تھے کہ اچانک ایک سرگوشی سن کر ان کے کان کھڑے ہو گئے ان کے قریب کی میز پر بیٹھا غیر ملکی نوجوان اپنے ایک غیر ملکی ساتھی کو کہہ رہا تھا۔

”لونی کام بن گیا۔ میں نے جولیا کو پوری طرح شیشے میں اتار لیا ہے۔“ — اصل میں وہ دونوں جولیا کے نام پر چوگے تھے کیونکہ جولیا تو عام نام تھا لیکن جولیا خصوصی نام تھا اور سیکرٹ سروس کی

رنگ کی گاڑی کی طرف بڑھ گیا اور کیپٹن کلیل اور صفدر اپنی کار کی طرف۔

"اس نوجوان کو ہیڈ کوارٹر نہیں پہنچنا چاہئے کلیل" — صفدر نے سیرنگ سنبھالتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر ہیڈ کوارٹر دیکھنا بھی ضروری ہے" — کیپٹن کلیل نے جواب دیا۔

"نہیں۔ یہ رسک نہیں لیا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے کہ جب تک ہم اسے ٹرپ کریں۔ یہ تمام معلومات اپنے پاس کو منتقل کر دے۔" — صفدر نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر کسی سنسان جگہ پر اسے روک لیتے ہیں" — کیپٹن کلیل نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی کار چل کر رائل سے رائل کی گاڑی کا تعاقب کر رہی تھی۔ پھر جلد ہی رائل کی گاڑی مارونق سڑک کو چھوڑ کر حجازی کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔ یہ کالونی شہر سے خاصی دور تھی اور ابھی زیر تعمیر تھی اس لئے یہاں ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ اب صورت حال یہ تھی کہ ان کی گاڑی براہ راست رائل کی گاڑی کے پیچھے جا رہی تھی ہر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑے اچانک صفدر کو پوری قوت سے بریک لگنے پڑے۔ موڑ مڑتے ہی انہوں نے سڑک پر ایک خاصے بڑے ٹرک کو سڑک پر ترچھا کھڑے پایا۔ جب کہ رائل کی کار غائب تھی۔

"ہوشیار" — صفدر نے کہا مگر اسی لمحے ان کی کار پر دونوں

جولیا سگیتر کے چکر میں آگئی ہو۔

"پھر پاس کو اطلاع دے دی" — لونی نے پوچھا۔

"نہیں میں نے پاس کو ٹیلی فون کیا ہے اس نے مجھے ہیڈ کوارٹر بلوایا ہے میں اب وہیں جا رہا ہوں" — رائل نے بتایا۔

"پھر دیر کیوں کر رہے ہو۔ اتنی اہم معلومات اپنے پاس کم سے کم وقت تک رکھنی چاہئے" — لونی نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں۔ میں پاس کی گاڑی کا انتظار کر رہا ہوں جس میں علم ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں صرف مخصوص گاڑی جا سکتی ہے" — رائل نے کہا۔

"ٹھیک ہے" — لونی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ رائل کوئی جواب دیتا۔ ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی میز کے قریب آ کر رک۔ اس نے سرکوشی میں رائل سے کچھ کہا اور رائل مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا لونی میں چلتا ہوں" — رائل نے لونی سے کہا اور لونی سے اثبات میں سر ہلایا پھر وہ رائل اور آلے والا دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی کیپٹن کلیل اور صفدر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ صفدر نے ایک لوٹ کافی پائٹ کے پیچے دبا دیا اور پھر وہ دونوں بھی ان کے پیچھے چل دیے۔ پھر جیسے ہی وہ ہال سے باہر نکلے لونی بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا رخ بھی تبدیلی دروازہ کی طرف تھا۔ کیفے سے باہر نکل کر رائل تو سیدھا ایک سیاہ

کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا اس لئے وہ ٹرک کی سائیڈ سے پشت لگائے خاموش کھڑے رہے۔ تقریباً دس منٹ تک ٹرک چلتا رہا اور پھر وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ یہ کوئی کچی سڑک تھی کیونکہ ٹرک بڑی طرح اچھل رہا تھا تھوڑی دیر بعد ٹرک رک گیا اور پھر ٹرک کا دروازہ کھل گیا۔

”باہر آ جاؤ“ — اسی آواز نے کہا اور وہ دونوں خاموشی سے باہر نکل آئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے وسط میں ایک کم پاور کا بلب جل رہا تھا۔ سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا اس وقت کمرے میں چار مشین گن بردار موجود تھے۔ ان کی راہنمائی میں وہ دونوں کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں آئے اور راہداری سے گزر کر وہ ایک دود کمرے میں لائے گئے۔ یہ کمرہ سائنو سلمان سے قطعاً عاری تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی باہر سے دروازہ بند ہو گیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی اس کمرے کی چھت سے ایک نکلی باہر نکل آئی اور پھر سفید رنگ کی گیس کے مرغولے کمرے میں پھیلنے لگ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں پہنچتے تھے ان کی گیس نے ان کے دماغ پر قبضہ کر لیا اور چند لمحوں میں وہ دونوں فرش پر لڑھک چکے تھے۔ ان کے بے ہوش ہونے کے تھوڑی دیر بعد گیس نکلتی بند ہو گئی اور اس بار کمرے کا دروازہ کھل گیا اور گیس تیزی سے باہر نکلتے لگی۔ چند لمحوں بعد دو نوجوان اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ بے ہوش کمرہ کا معلوم ہو رہے تھے۔ انہوں نے بڑی احتیاط سے پہلے کیپٹن

طرف فائرنگ شروع ہوئی اور کار کے دو ٹائر دھماکے سے برست ہو گئے۔ صفدر نے دروازہ کھول کر بڑی پھرتی سے باہر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دوسری طرف کیپٹن کلیل بھی تیزی سے باہر کی طرف نکلا۔ مگر جیسے ہی وہ سڑک پر گرے۔ وہ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

”چنڈز اپ“ — ایک گرجدار آواز سنائی دی اور ان کے چاروں طرف تقریباً دس مشین گنیں تھیں۔

”خبردار۔ اگر حرکت کی تو گولیوں سے چھلنی کر دیئے جاؤ گے۔“ ایک مشین گن بردار نے حکمات لہجے میں کہا اور ان دونوں نے خاموشی سے ہاتھ اٹھا لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔ ”ان کی تلاش لو مائیکل“ — اسی آواز نے ایک مشین گن بردار کو حکم دیا اور پھر بڑی احتیاط سے ان دونوں کی تلاش لے کر ان کی جیبوں سے ریپوالور نکال لئے گئے۔

”چلو اس ٹرک میں بیٹھو“ — ان کے پاس نے مشین گن ان کی پشت سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر مشین گنوں کے سائے میں وہ ٹرک میں سوار ہو گئے۔ یہ بند ٹرک تھا ان کے اندر داخل ہوتے ہی ٹرک کا فولادی دروازہ باہر سے لاک کر دیا گیا اور ٹرک تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ صفدر اور کیپٹن کلیل ٹرک میں کھڑے سوچتے رہ گئے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ اب انہیں احساس ہونے لگا کہ انہیں ہاتھ دھبہ کیا گیا ہے۔ رائفل اور لٹونی نے تمام باتیں خصوصی طور پر انہیں سنائے کے لئے کی تھیں۔ تاکہ انہیں اپنے پیچھے لگایا جاسکے۔ بہر حال اب یہ

ہی برآمدے میں موجود دو نوجوان آگے بڑھے اور انہیں نے کار کے دروازے کھول کر بے ہوش کیپشن کھیل اور صندوق کو باہر کھینچ لیا اور انہیں کندھوں پر اٹھا کر کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔ رائفل ان کے آگے آگے جا رہا تھا۔ مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ دروازے کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا اور سائٹیڈ پر ایک ٹیلی فون رسیور بک سے لٹکا ہوا تھا۔ اس نے رسیور بک سے نکال کر منہ سے لگایا۔

”میڈم۔ رائفل حاضر ہے۔“ اس کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔
 ”ہیں کم ان۔“ دوسری طرف سے ایک مہترم نسوانی آواز سنائی دی اور رائفل نے دوبارہ رسیور بک سے لٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے کے باہر چلتا ہوا بلب بجھ گیا اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ رائفل نے اپنے پیچھے آنے والوں کو اشارہ کیا اور خود اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے انتہائی دائیں طرف ایک خوبصورت بیڈ پر انتہائی حسین و جمیل لڑکی آرام کرنے کے انداز میں لیٹی ہوئی تھی۔ جیسے ہی رائفل اندر داخل ہوا اس نے اپنا چہرہ اس کی طرف کھلایا اور رائفل نے بڑے مودبانہ انداز میں سر جھکا لیا۔ اس کے پیچھے داخل ہونے والے نوجوانوں کے سر بھی جھکے ہوئے تھے۔ ان کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی مقدس جگہ میں داخل ہو رہے ہوں۔ انہوں نے کندھوں پر لادے ہوئے بے ہوش کیپشن کھیل اور صندوق کو نیچے فرش پر لٹا دیا اور خود اٹنے قدموں چلتے ہوئے بڑے

کھیل اور صندوق کو چیک کیا اور جب انہیں اطمینان ہو گیا کہ وہ دونوں واقعی بے ہوش ہیں تو انہوں نے بڑی پھرتی سے ان دونوں کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر لادا اور تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ اب وہ دوبارہ پہلے والی راہداری میں آگئے اور پھر واپس اسی کمرے میں جہاں ٹرک موجود تھا۔ اس بار وہ بڑا دروازہ کھلا ہوا تھا جہاں سے ٹرک اندر آیا تھا۔ وہ دونوں اس کھلے دروازے سے باہر نکلے اور گیٹ کے ساتھ ہی کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی کار کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے ان دونوں کو کار کی دونوں نشستوں کے درمیان ایک دوسرے کے اوپر لٹا دیا اور کار کے دروازے بند کر کے ایک طرف ہٹ گئے۔ کار کے سنیرنگ پر رائفل بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ڈیش بورڈ پر موجود ایک مٹن دیا اور پھر کار کو تیزی سے نکلنے کے راستے پر آگے بڑھانے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار دوبارہ اسی کچے راستے پر دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ جہاں سے ٹرک گزرا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پختہ سڑک پر پہنچ گیا اس بار اس کا سرخ شہر کی طرف تھا۔ کافی دیر تک کار چلانے کے بعد وہ ایک اور مصافقاتی کالونی میں پہنچ گیا۔ ایک سرخ رنگ کی کوٹھی کے باہر اس نے کار روک دی اور پھر اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔ دوسرے لمحے کوٹھی کا مین گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ رائفل کار اندر لئے چلا گیا۔ اس نے کار کو کوٹھی کے پورے میں روک دی۔ کار رکھتے ہی اس نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا دسی پہلے والا مٹن دوبارہ دیا اور خود دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کے باہر آنے

ادب سے دروازے سے باہر نکل گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ رائیل کا سر ابھی تک جھکا ہوا تھا۔ میڈم بڑے اطمینان سے پاؤں نیچے لٹکا کر بیٹھ گئی۔ اس کی نظریں رائیل اور فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے کیشن کھیل اور صفدر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ویسے تو لڑکی بے حد خوبصورت اور پرکشش تھی مگر اس کا تمام چہرہ سپاٹ سا لگتا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی نوجوان اور خوبصورت لڑکی کا چہرہ نہ ہو بلکہ کسی سکی چٹان سے تراشا ہوا چہرہ ایک خوبصورت اور نوجوان جسم پر فٹ کر دیا گیا ہو۔ لڑکی کی نظریں استثنائی سرد تھیں۔

رائیل: "لڑکی نے سرد لہجے میں اسے پکارتے ہوئے کہا۔
 "یس میڈم" رائیل نے استثنائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
 اس کا سر بدستور جھکا ہوا تھا۔

"ہماری طرف دیکھو" میڈم کی سرد آواز دوبارہ گونجی اور رائیل نے سر اونچا کر لیا اب وہ براہ راست لڑکی کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا مگر ایسا صرف ایک لمحے کے لئے کر سکا پھر اس نے نظریں چرا لیں۔

رائیل: "کیا یہ دونوں سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں" لڑکی نے اسی طرح سرد لہجے میں سوال کیا۔

"یس میڈم۔ یہ دونوں سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں۔ جولیانا نے ان دونوں کی کارکردگی کی بے حد تعریف کی تھی۔ یہ اتفاقاً ہی ہمارے

آرمیوں کی نظروں میں چڑھ گئے۔ چنانچہ میں انہیں ٹرپ کر کے یہاں لے آیا ہوں" رائیل نے سر جھکائے ہوئے استثنائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"سیکرٹ سروس میں کل کتنے ارکان ہیں" میڈم نے پوچھا۔
 "جولیانا کی اطلاع کے مطابق اس کے علاوہ چھ" رائیل نے جواب دیا۔

"تم نے جولیانا پر بہت اعتبار کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہر بات میں جولیانا ہر بات میں جولیانا" میڈم نے اچانک گردن ہٹا کر لہجے میں کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں میڈم۔ دراصل سیکرٹ سروس کے حلقے میں نے اس سے تفصیلات حاصل کی تھیں اس لئے اس کا حوالہ آگیا ہے۔" رائیل نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے مگر آئندہ بار بار کسی لڑکی کا ذکر میرے سامنے نہ کرنا۔ نہیں معلوم ہے کہ مجھے عورتوں سے کتنی نفرت ہے۔" میڈم نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"بھڑ میڈم۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا" رائیل نے جواب دیا۔

"ان دونوں کو تہ خانے میں منتقل کر دو۔ ان کی مکمل تلاشی لی جانی ضروری ہے اس کے بعد ایک آپریشن کر کے تمام ممبروں کو گرفتار کر لو۔ میں اس ملک سے سیکرٹ سروس کی بنیاد ہی ختم کر دینا چاہتی

ہوں۔" میڈم نے سخت لہجے میں کہا۔
 "میں نے پہلے ہی اپنے آدمی لگا دیے ہیں۔ جلد ہی تمام گرفتار ہو جائیں گے۔ مگر سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو تو خفیہ رہتا ہے۔"
 رائفل نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تم اس کی فکر نہ کرو میں خود اسے ٹرپ کروں گی اور دیکھوں گی کہ وہ میڈم باشوری کے مقابلے میں کب تک ٹھہر سکتا ہے۔" میڈم کے لہجے میں تفاخر کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔
 "اوکے میڈم۔ اب مجھے اجازت ہے۔" رائفل نے پوچھا۔

"ہاں۔ تم جاؤ اور ان دونوں کو بھی لے جاؤ۔ جب سیکرٹ سروس کے تمام ارکان قید ہو جائیں تو مجھے اطلاع دے دینا۔ میں ایک ایک کر کے ان کی لاشیں ایکسٹو کو بطور تحفہ بھیجوں گی۔" میڈم باشوری کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا۔

رائفل نے سر جھٹکا کر سلام کیا اور پھر اس نے جھک کر صندوق کو کندھے پر لاوا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی ایک اور توجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے کیپٹن کلپل کو اٹھایا اور پھر اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی میڈم باشوری تیزی سے اٹھی اور الماری کھول کر اس میں سے وائرلیس لمبا ٹیلی فون نکالا۔ یہ ٹیلی فون جدید ترین سسٹم پر تیار کیا گیا تھا اس سے سو میل کے دائرے میں کسی بھی ٹیلی فون پر بات کی جاسکتی تھی مگر اسے ٹریس نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میڈم باشوری نے وہ نمبر ڈائل کرنے شروع

کر دیئے جو رائفل نے جولیانا سے معلوم کر کے اسے دیئے تھے۔ نمبر مچاتے ہی رابطہ قائم ہو گیا اور میڈم باشوری نے انتہائی ٹیٹھے لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔" مگر دوسری طرف سے اسے جو جواب ملا اس نے اس کی آنکھوں کو حیرت سے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ اس کا چہرہ حیرت اور غصے سے سرخ پڑ گیا۔ اس نے پوری قوت سے رسیور کیبل پر پٹخ دیا اور پھر غصے کی شدت سے دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگی۔

عمران نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا اس کا دل بھک سے اڑ گیا۔ آنکھیں حیرت سے طول و عرض میں پھیل گئیں۔ یہ حقیقت تھی کہ وہ زندگی میں اس سے زیادہ حیرت زدہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ حیرت کی شدت سے وہ چند لمحے بیت بنا کھڑا رہا۔ اس کے پورے جسم میں خون کی بجائے بجلیاں دوڑنے لگیں۔

"رک کیوں گئے آگے بڑھو" — اچانک کمرے میں ایک طویل آواز گونجی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے پیچھے زوردار تھپڑ رسید کر دیا ہو۔ اس کے جسم نے ایک جھرجھری سی لی۔ "تم جو کوئی بھی ہو یہ سن لو کہ تم نے یہ حرکت کر کے اپنی نفسوں تک کو زندہ زمین میں دفن کرنے کا انتظام خود اپنے ہاتھوں سے کر لیا ہے" — عمران نے کہا۔ اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی زخمی بھیڑیا غرا رہا ہو۔

"اور۔ اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔ ابھی تو ہم نے تمہیں پہلا شاک دیا ہے۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو گولیوں کی بوچھاڑ اسی کرسی پر پڑے گی اور تم ساری عمر سر پیٹتے رہ جاؤ گے" — بولنے والے کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ عمران کا مذاق اڑا رہا ہو۔ عمران نے شدید غصے سے دانت بچھنے لگے اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ کمرے کے عین وسط میں ایک کرسی پر اس کی بوڑھی والدہ بیسوش پڑی تھیں۔ ان کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ انہیں طویل بیسوشی کا انجکشن لگایا گیا ہے۔ اس نے کبھی زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ کوئی طرم اتنا ذلیل اور کمیت ہو سکتا ہے کہ وہ اسے شاک پہنچانے کے لئے اس کی بوڑھی والدہ کو چارہ بنائے گا۔ ابھی عمران کرسی کے قریب پہنچا بھی نہیں تھا کہ اچانک شرر شرر کی تیز آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا اور عمران ایک جھٹکا کھا کر رک گیا۔ چھت سے بلٹ پروف شیشے کی چادروں نے نیچے گر کر کرسی کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اب عمران کی والدہ اس شیشے کے کمرے میں قید تھیں اور عمران دانت کھینچے خاموش کھڑا تھا۔

"عمران۔ اگر تمہیں اپنی والدہ کی زندگی بچانی مقصود ہے تو تمہیں تارے کمنے پر چلنا ہو گا۔ ورنہ یقین رکھو تمہاری نظروں کے سامنے تمہاری والدہ تڑپ تڑپ کر مرجائے گی اور تم سوائے اپنے بال نوپے کے کچھ نہیں کر سکو گے" — وہی بولنے والا دوبارہ عمران سے ٹالپ تھا۔ عمران کا ایک لہجہ کے لئے جی چاہا کہ وہ ان مجرموں سے دیوانہ وار ٹکرا جائے مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے غصے اور جتنوں پر

کیا ضرورت تھی۔ بازار سے خرید لیتے۔ پیسے نہیں ہیں تو ادھار کر لیتے۔ جب پیار ادھار ہو سکتا ہے تو فائل ادھار پر نہیں مل سکتی۔"۔
 عمران کا ذہن واقعی نارمل ہو چکا تھا۔

"ہمیں ایم ریڈ فائل چاہئے جو سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹرو کی تحویل میں ہے۔"۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یہ سخت ہو گیا تھا۔

"تو پھر جاؤ ایکسٹرو سے لے لو۔ مجھ غریب پر یہ سختی کیوں ہو رہی ہے۔"۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہم سے اڑنے کی کوشش نہ کرو عمران۔ ہم تمہارے بارے میں مکمل معلومات رکھتے ہیں۔ ایکسٹرو کے جتنے قریب تم ہو اتنا اس ملک میں اور کوئی نہیں ہے اس لئے ہاں یا نہ میں جواب دو کہ آیا تم فائل دیکھتے ہو یا نہیں۔ یہ سوچ لو کہ تمہارے منہ سے جس وقت نہیں کا لفظ نکلا وہ تمہاری والدہ کی زندگی کا آخری لمحہ ہو گا۔"۔ اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

"مگر میں تو ایکسٹرو کو جانتا تک نہیں۔ میرا اس سے کیا تعلق۔"۔
 نہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔"۔ عمران نے دانت بچھپتے ہوئے کہا۔
 اسے ایک بار پھر غصہ آنے لگا تھا۔

"لھیک ہے۔ پھر ہم اس سے خود وصول کر لیں گے۔ تم فی الحال اپنی والدہ کی موت کا تماشا دیکھو۔"۔ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور پھر عمران نے دیکھا کہ شیشے والے کمرے میں

قابو پا لیا۔ معاملہ اس کی والدہ کا تھا۔ جس کے جسم پر وہ ہلکی سی خراش بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے جوش کی بجائے جوش سے کام لینے کا فیصلہ کیا اور پھر حیرت انگیز طور پر وہ پرسکون ہو گیا۔ اب اس کے چہرے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے زندگی بھر کی غصہ نہ آیا ہو۔

"دیکھو یہی بات سنو۔ جہاں تک مسئلہ ہے ہمارا تمہارا۔ ہم آپس میں نمٹتے ہی رہیں گے۔ تم جو کچھ چاہتے ہو وہ یقیناً میرے من کے خلاف ہو گا اور جو کچھ میں چاہوں گا اس پر ظاہر ہے کہ تم راضی نہیں ہو گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ یہ تمام کھیل ہمارے تمہارے درمیان رہے۔ اس میں سے تم میری والدہ کو باہر نکال دو۔"۔ عمران نے بڑے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ عمران صحت خوب۔ واقعی تم حیرت انگیز صلاحیتیں کے مالک ہو۔ جس طرح تم نے اپنے دماغ کو ضبط کر لیا ہے اس پر تمہیں داد دینے کو ہی چاہتا ہے مگر تمہیں معلوم ہو گا کہ محبت اور رنج میں سب کچھ جائز ہے۔"۔ دوسری طرف سے داد بھرے انداز میں جواب ملا۔

"اچھا چھوڑو اس بات کو یہ بتاؤ کہ تم چاہتے کیا ہو۔"۔ عمران نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک فائل اور کچھ نہیں۔"۔ جواب ملا۔
 "فائل۔ ارے میاں ایک فائل کے لئے اتنا کھڑاک کی پیلیا۔"

جس میں اس کی والدہ موجود تھیں سرخ رنگ کی گیس بھرنی شروع ہو گئی۔ سرخ رنگ کی گیس دیکھتے ہی عمران کا ذہن کھول اٹھا اور پھر دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور پوری قوت سے دوڑتا ہوا وہ اس دروازے سے جا نکلایا جس سے وہ اندر داخل ہوا تھا۔ جیسے ہی عمران پوری قوت سے دروازے سے نکلایا دروازے میں موجود بجلی کی زبردست رو نے اتنی ہی قوت سے اسے پیچھے کی طرف دھکیلا اور عمران زبردست دھکا کھا کر بندوق سے نکل ہوئی گولی کی طرف اڑتا ہوا شیشے کی دیوار سے جا نکلایا۔ یہ تصادم اتنا زبردست تھا کہ مضبوط شیشہ بھی اسے برداشت نہ کر سکا اور وہ ایک دھماکے سے کرچی کرچی ہو کر ٹکھر گیا۔ عمران سیدھا اس کرسی کے قریب جا کر جس پر اس کی والدہ موجود تھیں۔ عمران نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے پلک جھپکنے میں بیہوش والدہ کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا اور پھر اسی تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف دوڑا۔

”ٹھہرو رک جاؤ۔ دروازے کو ہاتھ مت لگاتے۔ اب یہ موت کا دروازہ بن چکا ہے۔“ کمرے میں سخت آواز گونجی۔ مگر عمران کے چہرے پر اس وقت درندگی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے انتہائی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس کا ہاتھ دروازے سے چھو گیا۔ دوسرا لمحہ حیرت انگیز تھا جب دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا چلا گیا۔ عمران کے ہاتھ میں دراصل وہی شاکر تھا جس سے نقاب پوش نے دروازہ کھولا تھا۔ اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر اندر داخل ہونے

سے پہلے جب نقاب پوش نے اسے دھکا دیا تھا وہ شاکر اس کی جیب سے اڑا لیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی عمران توپ کے گولے کی طرف باہر نکلا اور پھر راہداری میں دوڑتا ہوا سیدھا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر درندگی چھائی ہوئی تھی۔

وہاں اغوا کر کے لے جایا گیا ہے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تم چھپ کر
گمراہی کرنا۔ جب تک ان کی طرف سے کاشن نے ملے ہرگز مداخلت
نہ کرنا۔ بلیک زیرو نے پہلے ہی سانس میں تمام ہدایات پہنچا
دی۔

مگر پاس وہاں گیا کیوں۔ خواہ مخواہ اتنی دور۔ وہ اغوا کرنے والوں
سے کہتا کہ کہیں نزدیک لے جائیں۔ جوزف کی بیوی ڈاٹ سنائی
دی اور بلیک زیرو نے رابطہ ختم کر دیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اب
جوزف وہاں یقیناً پہنچ جائے گا۔ وہ اب اس چکر میں پڑ گیا تھا کہ معلوم
کے کہ ممبر کہاں عاتب ہیں۔ اس نے شہر میں موجود خفیہ ادارے کو
بس کا کام صرف سیکرٹ سروس کو معلومات پہنچانا تھا رابطہ قائم کیا۔
وہاں وہ ریڈ پاس کے نام سے مشہور تھا۔

راجہ سیکنگ فرام راجہ امپورٹس ایکسپورٹس کارپوریشن۔
رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھارتی بحرم آواز سنائی
دی۔

ریڈ پاس سیکنگ راجہ۔ بلیک زیرو نے لہجہ بدلتے ہوئے
کہا۔

سین پاس۔ یس پاس۔ راجہ کالج اچانک سو دہات ہو گیا۔
"سیکرٹ سروس کے تمام ممبران عاتب ہیں۔ اپنے ذرائع استعمال
کو اور مجھے آدھے گھنٹے کے اندر اندر اطلاع دو کہ ان کے ساتھ کیا
ہوا ہے۔" بلیک زیرو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

عمران کی طرف سے کاشن ملتے ہی بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر پر کیپٹن
کلیل اور صدر کو کنکٹ کرنا شروع کیا مگر ان دونوں سے رابطہ قائم نہ
ہو سکا پھر اس نے باقی ممبروں سے بات کرنے کی کوشش کی تو اس کی
حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جولاہا سمیت تمام ممبر عاتب تھے۔ نہ صرف
عاتب تھے بلکہ ٹرانسمیٹر پر بھی ان سے رابطہ قائم نہ ہو سکا تھا۔ بلیک
زیرو یہ صورت حال دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس کے ذہن میں کھلی ہوئی
ہوئی تھی۔ ابھی کوئی کیس بھی نہیں تھا اور تمام ممبر عاتب تھے اور
عمران نجانے کس چکر میں تھا بہر حال عمران تک کسی کا پہنچنا ضروری تھا
اس لئے اس نے فوراً رانا ہاؤس رنگ کیا اور پھر جوزف سے رابطہ
کیا۔

"جوزف۔ میں طاہر بول رہا ہوں۔ تم فوراً دارالحکومت کے شمال
الطراف میں سبز جھیل کے کھنڈرات میں پہنچ جاؤ۔ عمران صاحب

رسیور کریڈل پر رکھ دیا اس کی فراخ پیشانی پر غور و فکر کی لکیریں
موجود تھیں۔ رسیور رکھتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا
کمرے سے ملحقہ لائبریری میں گھستا چلا گیا۔ لائبریری کی ایک الماری
سے اس نے رول کی طرح لپٹا ہوا ایک نقشہ نکالا اور اسے لا کر میز پر
بچا دیا۔ یہ دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ تھا مگر اس نقشے میں علاقوں کے
ناموں کے ساتھ سرخ اور نیلے رنگ کے نمبر بھی درج تھے۔ بلیک زیرو
بطور ان نمبروں کو دیکھتا رہا۔ ٹیلی فون ڈائل پر نظر آنے والے نمبر اس
کے ذہن میں موجود تھے۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد اس کے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی پنل کی نوک ایک علاقے پر جم گئی اور پھر چند لمحے ذہن ہی
ذہن میں حساب کرنے کے بعد اس نے ایک جگہ پنل سے دائرہ بنا
لیا۔ نقشے کے نیچے کچھ تفصیلات درج تھیں۔ وہ ان تفصیلات کو غور
سے دیکھنے لگا اور پھر سامنے رکھے پیڈ پر اس نے ایک نمبر اور چند الفاظ
لکھ لئے اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے نقشے کو رول کر دیا۔
وہ اس جگہ کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گیا تھا جہاں سے اسے ٹیلی
فون کیا گیا تھا۔ یہ ایک مضائقہ والی کالونی لالہ زار کالونی تھی اور اس کالونی
کی کوٹھی نمبر تیرہ سے ٹیلی فون کیا گیا تھا۔ چیکنگ کا یہ سسٹم جدید انداز
میں تیار کیا گیا تھا اور عمران نے اس سسٹم پر بے پناہ محنت کی تھی۔ اس
سسٹم کے تحت کسی بھی کال کر سراج با آسانی لگایا جاسکتا تھا چاہے وہ
عام ٹیلی فون سے کی گئی ہو یا وائرلیس ٹیلی فون سے۔ چیکنگ کا یہ نظام
مقامی لہروں کی بنیاد پر تیار کیا گیا تھا۔ بلیک زیرو نے نقشہ لے جا کر

"نیس پاس ابھی پتہ کرتا ہوں" — راجہ نے جواب دیا اور بلیک
زیرو نے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ خاموش بیٹھا کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے
رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا ٹیلی
فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ یہ وہ ٹیلی فون تھا جس کا نمبر صرف
سیکریٹ سروس کے ممبران کے پاس تھا اور اس نمبر کا ٹیلی فون ایکسیس
سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا ہی تھا کہ
ایک اجنبی میٹھی سی آواز اس کے کان میں پڑی۔ کوئی عورت بولے
دلربا انداز میں ہیلو کہہ رہی تھی۔ اس نمبر پر ابھی آواز سن کر بلیک
زیرو کا ذہن بھک سے اڑ گیا کیونکہ وہ اس نمبر پر کسی اجنبی آواز کا
تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"میز کلب۔ میڈم فرمائیے کس ٹاپ کا موہ ساتھی آپ کو
چاہئے" — بلیک زیرو نے فوراً ہی آواز بدلتے ہوئے بولے
کاروباری انداز میں جواب دیا اور پھر اسے دوسری طرف سے رسیور
کریڈل پر چٹختے کی آواز سنائی دی۔ وقتی طور پر اس نے نمبر بچا لیا تھا
کیونکہ دوسری طرف سے بولنے والی عورت جو بھی تھی اس نمبر سے
مشکوک ضرور ہو چکی تھی۔ مگر رسیور کریڈل پر رکھنے سے پہلے اس نے
فون پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا تھا۔ ڈائل کے درمیان ایک چوکور سی
ڈیمیا روشن ہو گئی اس میں قطب نما کی طرح سوئیاں تھرا رہی تھیں اور
چاروں طرف سرخ اور نیلے رنگ کے نمبر موجود تھے۔ اس نے وہ نمبر
جن پر سوئیاں تھرا رہی تھیں غور سے دیکھے اور پھر بٹن دوبارہ دبا کر

”او کے۔ رائفل کے متعلق تفصیلات مجھے فوری چاہئیں۔“ بلیک
زیرد نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کیٹل پر
ڈال دیا۔ وہ جولیا کے منگیتر کے بارے میں سوچ رہا تھا اور پھر اسے
خصوصی ٹیلی فون پر کال کا خیال آگیا اور وہ اس کے درمیانی رابطے کی
کڑیاں ملانے لگا۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد وہ اٹھا اس نے لباس
تبدیل کیا اور پھر ریو الوور جیب میں ڈال کر وہ دانش منزل سے باہر آ
گیا۔ وہ اس کو ٹھی کو سب سے پہلے چیک کرنا چاہتا تھا جہاں سے اسے
کال کیا گیا تھا۔

دوبارہ لائبریری کی الماری میں رکھا اور پھر ٹیلی فون کے قریب آکر بیٹھ
گیا وہ اس کو ٹھی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ
ٹیلی فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی مگر اس بار ڈائل کے درمیان سرخ
رنگ کا ایک نقطہ سا چمک رہا تھا۔ بلیک زیرد سمجھ گیا کہ یہ کال راجہ کی
طرف سے ہے۔ جسے اس نے ممبروں کی گمشدگی کے بارے میں
تفصیلات معلوم کرنے کے لئے کہا تھا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”راجہ سپکنگ ہاں“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”رپورٹ“ — بلیک زیرد نے قدرے کڑھت لہجے میں کہا۔

”ہاں مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مس جولیا کا منگیتر سوٹر لینڈ
سے آیا ہے۔ جس کا نام رائفل ہے وہ گزشتہ روز کافی دیر تک مس
جولیا کے ساتھ رہا ہے۔ پھر وہی منگیتر سپر مارکیٹ کے ایک کینے میں نظر
آیا۔ کیپٹن ثقلیل اور صفدر بھی وہیں تھے وہ ساتھ ساتھ اٹھے۔ اس
کے فوراً بعد سے یہ دونوں غائب ہیں۔ جولیا بھی رائفل کے ساتھ فلیٹ
سے نکل کر جاتی دیکھی گئی ہے“ — راجہ نے تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

”ہونہ۔ باقی ممبروں کے متعلق کچھ معلوم ہوا“ — بلیک زیرد

نے پوری سنجیدگی سے سوال کیا۔

”سر میرا شعبہ تیزی سے کام کر رہا ہے میں جلد ہی مکمل تفصیلات
حاصل کر کے آپ کو پہنچا دوں گا“ — راجہ نے مودبانہ لہجے میں

جواب دیا۔

والی تیز تیس کے اثرات ابھی تک اس کے ذہن پر چھائے ہوئے تھے۔

”ہم کہاں ہیں کیپٹن“ — صفدر نے بغور اس کمرے کو دیکھا جس میں وہ بند تھے۔

”روشنیوں کی قید میں“ — کیپٹن کھلیل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

”یہ تجربہ بھی یاد رہے کیپٹن“ — صفدر نے اچانک اٹھ کر کمرے ہوتے ہوئے لٹا اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی پھیلتی جا رہی تھی اور کیپٹن کھلیل سمجھ گیا کہ صفدر کا ذہن اب پوری طرح تیس کی گرفت سے آزاد ہو چکا ہے وہ خود بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو ہر طرف سے بند تھا سوائے سامنے ایک دروازے کے باقی کسی طرف بھی نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ روشندان کمرے کی چھت کے عین درمیان میں ایک بلب جل رہا تھا جس کی روش سے کمرے میں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ابھی وہ دونوں کمرے کا دور جائزہ لے رہے تھے کہ انہیں دروازے کے باہر قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں وہ دونوں چپتے کی سی پھرتی سے دروازے کی طرف بڑھے اور پھر دونوں دروازے کی دونوں سائیڈوں میں دیوار سے بٹ لگا کر کھڑے ہو گئے۔ قدموں کی آوازیں تیزی سے نزدیک آتی جا رہی تھیں یوں معلوم ہوتا تھا جیسے باہر ایک طویل راہداری ہو اور اگلے والے تین افراد ہوں۔ قدموں کی آوازیں قریب آتے آتے

کیپٹن کھلیل کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحے وہ نیم خوابی کے عالم میں خاموش پڑا رہا مگر پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن کی سکڑین پر گذشتہ حالات پوری طرح واضح ہوتے گئے کہ کس طرح وہ اور صفدر جولاہا کے منکبتر کے تعاقب میں گئے تھے اور پھر پکڑے جانے کے بعد بیہوش ہو گئے۔ کیپٹن کھلیل نے چونک کر اوپر اوپر دیکھا تاکہ صفدر کے بارے میں معلوم کر سکے اور پھر اسے صفدر اپنے قریب ہی لیٹا ہوا نظر آیا۔ اس نے بے اختیار صفدر کو جھنجھوڑ دیا اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد صفدر نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

”اٹھئے صفدر صاحب کافی آرام کر لیا اب کچھ کام بھی کریں ورنہ“ — کیپٹن کھلیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اس نے ایک لمحے کے لئے حیرت سے ارد گرد کے ماحول کو دیکھا اور پھر سر جھٹک کر کیپٹن کھلیل کو دیکھنے لگا۔ بیہوش کر دینے

عین اسی دروازے کے سامنے آکر رک گئیں۔ باہر سے تالا کھلنے کی آہٹ محسوس ہوئی صفدر اور کیپٹن کلیل نے ایک دوسرے کو نظروں ہی نظروں میں تولد اور پھر دونوں کے اعصاب تن سے گئے وہ ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی قدم اٹھاتے کسی نے ایک گٹھڑی تیزی سے اندر لڑھکا دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔ وہ دونوں خاموش کھڑے رہ گئے ان کی نظریں اس گٹھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ کسی عورت کو چادر میں گٹھڑی کی صورت میں باندھا گیا تھا اس کے دونوں ہاتھ اور پیر اس چادر سے باہر نکالے ہوئے تھے۔ کیپٹن کلیل نے لپک کر چادر کی کاٹھ کھولی اور پھر وہ دونوں ایک طویل سانس لے کر رہ گئے یہ جویا تھی۔ صفدر نے دیکھا کہ جویا کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے اس نے تیزی سے اس کی بیض پکڑ کر چپک کی جویا بیہوش تھی اس کے گلے پر دھاؤ کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے ظاہر تھا کہ کسی نے اس کی گردن دبا کر اسے بیہوش کیا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ صفدر" — کیپٹن کلیل نے کہا۔ صفدر نے جویا کی ناک دونوں انگلیوں کے درمیان دبا کر دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر سختی سے جما دیا ایک لمحے کے بعد جویا کے جسم میں ہلچل سی ہوئی صفدر نے دونوں ہاتھ علیحدہ کر لئے جویا کو ایک زبردست چھینک آئی اور دوسرے لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں وہ لاشعوری

ہات میں اپنے سامنے کھڑے صفدر اور کلیل کو دیکھتی رہی پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی آہستہ آہستہ وہ پوری طرح ہوش میں آگئی دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"رائل ایسا نہیں کر سکتا مگر" — اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ یک دم خاموش ہو گئی اور دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگی۔

"جولیا" — صفدر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جولیا نے صفدر کی آواز سن کر ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ دونوں یہاں یہ کون سی جگہ ہے" — اب وہ پوری طرح ہوش میں آگئی تھی۔

"ہم دشمنوں کی قید میں ہیں مگر یہ رائیل کون ہے" — صفدر نے پوچھا۔

"رائیل کون رائیل" — جولیا نے دانت بچھتے ہوئے کہا۔ ان دونوں نے دیکھا کہ رائیل کے نام سے جولیا کی آنکھوں میں شعلے سے لپکے تھے۔

"جولیا تم نے رائیل یعنی اپنے منگیت کو سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا بتایا ہے" — صفدر کے لمحے میں اچانک سختی ابھر آئی۔

"منگیت" — جولیا نے الجھتے ہوئے کہا ایک لمحے کے لئے نروس ہو گئی مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔

"میرا کوئی منگیت نہیں مسٹر صفدر آپ مجھ سے لچہ ٹھیک کر کے بات

مئی وہ تینوں خاموش کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے
ظاہر ہے کہ وہ اس کا جواب بھی کیا دے سکتے تھے البتہ صفدر کی نظریں
بہت تیزی سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اس کی باریک بین
گاہوں نے مائیکرو سسٹم کی جگہ ڈھونڈ لی چھت میں جہاں بلب لگا ہوا تھا
وہیں تار کے سرے پر ایک چابی سی لگی ہوئی تھی وہ سمجھ گیا کہ یہی ٹیلی
مائیکرو سسٹم ہے یہاں سے نکلنے کے لئے اس سسٹم کو بیکار کرنا ضروری
تھا اس لئے اس نے کیپشن کھیل کو اشارہ کیا اور پھر کیپشن کھیل
بہوشی سے اس بلب کے عین نیچے بیٹھ گیا۔ صفدر پھرتی سے اس کے
کدموں پر چڑھا اور کیپشن کھیل کھڑا ہو گیا اب صفدر کا ہاتھ یا آسانی
بہت تک پہنچ سکتا تھا۔

دیکھا کر رہے ہو تم۔ خبردار اگر کوئی غلط حرکت کی تو گولیوں سے
نہی کر دیئے جاؤ گے۔" نسوانی آواز ایک بار پھر کمرے میں
آئی اس بار اس کے لہجے میں غصیلے پن کے تاثرات نمایاں تھے۔ مگر
صفدر نے پھرتی سے بلب کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور تار درمیان سے ٹوٹ
کر کمرے میں اندھیرا چھا گیا صفدر کو اطمینان ہو گیا کہ اب مادام
باشوری انہیں دیکھ نہیں سکتی۔ گو یک دم اندھیرا ہوتے ہی اسے کچھ
گھبراہٹ آ رہا تھا مگر اسے اچھی طرح سے اندازہ ہو گیا تھا کہ تار کا سرا
ہاں ہے اس نے ہاتھ بڑھایا اور پھر تار کو پکڑ کر اس کا سرا اوپر جالی
سے لگا دیا تار کا سارا جیسے ہی جالی سے لگا ایک شعلہ سا پکا اور صفدر
اطمینان کی سانس لیتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی۔

کریں۔" جولیا کے لہجے میں تلخی عود کر آئی تھی۔
"معافی چاہتا ہوں مس جولیا مگر آپ نے اپنے منکبیر کو تمام
تفصیلات بتا کر بھیانک غلطی کی ہے سیکرٹ سروس میں آنے کے بعد
انسان کو پتھر دل بننا پڑتا ہے بہر حال اس سلسلے میں آپ سے پوچھ کچھ کا
حق صرف ایکسٹو کو ہے۔" صفدر نے بھی سر دھجے میں جواب
دیا۔

"ان باتوں کو چھوڑ صفدر یہ آپس میں اچھے کا موقع نہیں ہے فی
الحال ہمیں یہاں سے نکلنے کے متعلق سوچنا چاہئے۔" کیپشن کھیل
نے ماحول خراب ہو تا دیکھ کر دغل اندازی کرتے ہوئے کہا۔
"ہیو نہ۔ ٹھیک ہے۔" صفدر نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا اور
پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے بغور دروازے کو دیکھا اس
میں آٹھ لاک نہیں تھا بلکہ لاک باہر سے لگایا گیا تھا دروازہ پیچہ
مضبوط تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ کھولنے کی کیا ترکیب
کرے کہ اچانک کمرے میں ایک نسوانی آواز گونجنے لگی۔

"تم لوگ ابھی سے گھبرا رہے ہو یہاں سے رہائی کے متعلق سوچنا
ہی بیکار ہے کیونکہ تم میڈم باشوری کے قیدی ہو۔ میڈم باشوری کے
قیدیوں کے قریب تو اس کی اجازت کے بغیر موت بھی نہیں پہنچ سکتی
تمہارے دوسرے ساتھی بھی جلد ہی تمہارے پاس پہنچ جائیں گے پھر
میں ایک ایک کر کے تمہاری لاش کا تحفہ تمہارے چیف ایکسٹو کو
بھیجوں گی۔" نسوانی آواز جس کا لہجہ انتہائی طنزیہ تھا خاموش ہو

"ٹیلی ماسیکرو سٹم بیکار ہو گیا ہے اس لئے ہمیں فوراً یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے" — صفدر نے کہا۔

"تو کیا دروازہ توڑا جائے؟" — کیپٹن کلپل نے کہا۔

"دروازہ توڑنے کی کیا ضرورت ہے ابھی وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے" — جولیاء نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا راہداری قدموں کی دھمک سے گونجتے گئی تقریباً تین آدمی تھے وہ سب دروازے کے سامنے آکر رک گئے۔ صفدر، کیپٹن کلپل اور جولیاء دروازے کی اطراف میں دھاروں سے لگ گئے پھر تالہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور دروازہ ایک دھمکے سے کھل گیا راہداری میں لگے ہوئے بلب کی روشنی اندر آنے سے کمرے میں چمکا سا اندھیرا پھیل گیا۔ صفدر اور کیپٹن کلپل کے اعصاب جھپٹے ہوئے تھے وہ اس انتظار میں تھے کہ یہ لوگ اندر داخل ہوں مگر آنے والے بھی ہوشیار نکلے ان میں سے کوئی بھی اندر داخل نہ ہوا۔

"تم تینوں ہاتھ اٹھائے باہر نکل آؤ ہمارے ہاتھوں میں مشین گنز ہیں" — باہر سے ایک کرخت آواز گونجی اور جولیاء نے دانت بچھ لئے کیونکہ یہ رائیل کی آواز تھی وہی رائیل جو اسے محبت کا یقین دلانا رہا تھا جولیاء نے زندگی میں پہلی بار بھیانک غلطی کی تھی اور اسے معلوم تھا کہ یہ غلطی ناقابل معافی ہے اس گروہ سے جان چھوٹ جانے کے بعد ایکسٹرواسے کبھی معاف نہیں کرے گا اسے اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اب ڈرنے سے کیا فائدہ چنانچہ وہ

اٹھا کر آگے بڑھی اور دروازے سے باہر نکل گئی۔ صفدر اور کیپٹن کلپل بھی اسے جاتا دیکھ کر خاموشی سے باہر آگئے کیونکہ اب اس کے سوا اور چارہ بھی نہیں تھا۔ جیسے ہی وہ تینوں باہر آئے تینوں مسلح اشخاص نے مشین گنوں کا سرخ ان کی طرف کر دیا۔

"آگے بڑھو خیردار اگر غلط حرکت کی تو" — رائیل نے سخت لہجے میں کہا جولیاء نے ایک نظر رائیل کو دیکھا اور پھر مڑ گئی۔ مگر وہ سرے ہی لمحے جیسے بجلی سی کوند گئی ہو۔ جولیاء مڑتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی ایڑی پر گھومی اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی غصہ رائیل کی مشین گن جولیاء کے ہاتھ میں پہنچ چکی تھی۔ صفدر اور کیپٹن کلپل بھی ایک لمحہ متحیر کئے بغیر حرکت میں آ گئے اور باقی دو افراد بھی پلک بپلک ہی نکلے رہ گئے۔ پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور کیپٹن کلپل کچھ کرتے جولیاء کی مشین گن نے قہقہے لگانے شروع کر دیئے اس کا نکلے رائیل تھا مگر باقی دو بھی مشین گن کے برٹ سے بچ نہ سکے ان کے جسموں میں بھی کئی گولیاں بوسست ہو گئیں مگر رائیل تو گولیوں کی ہچکچاہٹ میں جیسے نہما سا گیا اس کا جسم چھلکی ہو گیا۔ جولیاء دانت بچھنے لڑکھارے ملے چلے جا رہی تھی۔

"بس کرو جولیاء ہمیں یہاں سے نکلنا بھی ہے" — کیپٹن کلپل نے جولیاء کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور جولیاء نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی جولیاء کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا تھلے ہونٹ پر دانتوں کے دباؤ ہانے سے خون رسنے لگا تھا۔ جولیاء نے رائیل کی لاش پر زور سے

لاہور کوئی ایسی
(03338245693)
Lovers

عمران بیہوش والدہ کو کاندھے پر اٹھائے وحشیانہ انداز میں راہداری
میں بھاگتا چلا گیا۔ راہداری کے آخری سرے پر ایک دروازہ تھا۔ جو
وقت بد تھا۔ عمران نے ایک ہی نظر میں دروازے کی فحشگی کو تار
پا کر لیا۔ یہ کھنڈرات تھے۔ چنانچہ وہ رکائیں بلکہ اس نے قریب
ہزار پوری قوت سے دروازے پر لات ماری اور دروازے کے دونوں
پنوں کو زور دیا۔

”ٹھہرا رک جاؤ“ دوسری طرف سے ایک تھکمانہ آواز
آئی۔ مگر عمران ایسی حالت میں کہاں رکنے والا تھا۔ وہ بجلی کی سی
تیزی سے اچھل کر باہر نکل گیا۔ مگر دوسرے لمحے اسے رکنا پڑا کیونکہ
پانچ افراد مشین گن تانے کھڑے تھے۔ عمران نے دانت بھیج
کے اس کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا اور چہرے پر اتنا جلال تھا کہ
انکھوں ہوتا تھا جیسے وہ تمام دنیا کو بھسم کر دے گا۔

تھوک دیا اور پھر تیزی سے مڑ کر راہداری میں بھاگنے لگی اس نے
کیپٹن کھیل اور صفدر کی بھی پرواہ نہ کی۔ وہ دونوں اس کی ذہنی حالت
سمجھتے تھے اس لئے تیزی سے اس کے پیچھے دوڑنے لگے مگر جولیا کے تو
جیسے پر لگ گئے تھے۔ وہ جلد ہی راہداری کے موڑ پر پہنچ گئی اور اسی
لمحے موڑ سے گولیوں کی بوچھاڑ آتی شروع ہو گئی۔ جولیا ایک جھٹکے سے
فرش پر گری اور جب تک صفدر اور کیپٹن کھیل وہاں پہنچے جولیا کی
مشین گن نے شعلے اگلے اور موڑ پر چھیں سی بلند ہوئیں۔ جولیا تیزی
سے اٹھ کر آگے پیچھے مڑا اب وہ دونوں اس کے قریب پہنچ چکے
تھے۔

”مس جولیا ہوش میں رہ کر کلام کریں“ — کیپٹن کھیل نے
خفت لیے اس سے مخاطب ہو کر کہا مگر جولیا تو جیسے بہری ہو چکی
تھی۔ یہاں سے چار میٹر میاں اوپر جا رہی تھیں جولیا مشین گن سے
گولیاں برساتی اوپر چڑھتی چلی گئی وہ ایک کلائی ہوئے کمرے میں پہنچ
گئے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے خالی تھا۔ جیسے
ہی وہ تینوں کمرے میں داخل ہوئے اچانک کمرے کا فرش درمیان سے
پھٹ گیا اور وہ تینوں سنبھلتے سنبھلتے فرش کے پھٹنے سے پیدا ہونے والے
خلا میں گرتے چلے گئے ان کے منہ سے بے اختیار چیخیں، لکھن گئیں
چیخوں کی بازگشت نہانے کتنی گہرائی تک سنائی دیتی رہی اور فرش ایسے
بار پھر برابر ہو چکا تھا۔

چچ چکا تھا اور پھر جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح محسوس ہوا اور وہ مسلح
فحص عمران کے آگے موجود تھا۔ عمران کا ایک بازو اس شخص کی
گردن کے گرد کسا ہوا تھا۔ جبکہ دوسرے سے اس نے مشین گن پکڑ
لی تھی پھر اس سے پہلے کہ باقی افراد سنبھلتے عمران نے اسی حالت میں
مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اس نے مشین گن کا دست اس آدمی سے پہلو
میں دبا رکھا تھا۔ مشین گن نے شعلے اگلے اور وہ چاروں قاتل تک کھلتے
ہی چمکیوں کی طرح الٹ کر زمین پر گر گئے۔ ان کے نیچے گرتے ہی
وہاں نے اپنے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اس کی گرفت
سے نکلنے کی جدوجہد کرنے والے شخص کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔ عمران
نے دھکا دے کر اسے نیچے گرا دیا۔ پانچوں افراد ختم ہو چکے تھے۔
وہاں نے یوں اطمینان سے ہاتھ جھاڑے جیسے اس نے پانچ کھیاں مار
لی ہیں اور پھر وہ نیچے جھک کر والدہ کو اٹھانے لگا اور یکساں اس کی خوش
خبری کہ وہ عین اسی لمحے نیچے جھک گیا تھا کیونکہ کھنڈرات کی
بہت سے آگے والی گولی عین اسی جگہ سے گزرتی چلی گئی جہاں ایک
پلے عمران کا سر تھا۔ عمران تڑپ کر سیدھا ہوا مگر اسی لمحے باغ کی
دوار سے ایک قاتر ہوا اور ایک آدمی الٹ کر چھت سے نیچے فرش پر
گر گیا اس کے سر کے پار ہو چکی تھی۔ عمران نے اوپر دیکھا بعد
اسے قاتر ہوا تھا اور پھر اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ
ہاتھ میں دیوالور لئے تیزی سے عمران کی طرف لپکا چلا آ رہا

”تم نے میری والدہ پر ہاتھ ڈال کر اپنی موت کو آواز دی ہے۔
میرا میری یہ بات یاد رکھنا“ — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”ہم یاد رکھیں گے۔ فی الحال تم خاموشی سے دروازے کی طرف
چلو ورنہ“ — ایک شخص نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا اور عمران
خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک مشین گن بردار اس
سے پہلے دروازے سے باہر نکل چکا تھا۔ یہ ٹوٹا پھوٹا سا برآمدہ تھا جس
کی دوسری طرف اجاڑ سا باغ اور اس سے پرے جھیل تھی۔ وہ عمران
کو لئے باغ میں آگئے جہاں دو کاریں موجود تھیں۔
”اپنی والدہ کو نیچے لٹا دو اور ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ“ — اسی
شخص نے دوبارہ حکم دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے ایک نظر اوپر اوجھ
دیکھا اور پر بے ہوش والدہ کو نیچے زمین پر لٹا دیا۔
”تمیر الیون۔ عمران کی والدہ کو اٹھا کر کار میں ڈال دو“ —
دینے والے نے اپنے ساتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید ان سب
انچارج تھا۔ انچارج کے کہنے پر اس شخص نے مشین گن کو کادھے
سے اٹکایا اور پھر عمران کی والدہ کی طرف بڑھنے لگا۔
”عمران تم دوسری کار کی طرف چلو دیکھو کوئی غلط حرکت نہ کرنا“
ورنہ نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے“ — انچارج نے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔ عمران ایک لمحے کے لئے وہاں یوں کھڑا رہا جیسے کوئی
فیصلہ نہ کر پا رہا ہو اور پھر اس نے اپنے جسم کو موڑا اور یہ ٹھیک
لہو تھا جب مسلح شخص اس کی والدہ کو اٹھانے کے لئے اس کے

"ہاں مجھے دیر ہو گئی" — جوزف نے قریب آکر کہا۔
 "نہیں تم صحیح وقت پر پہنچے ہو ورنہ چھت والا آدمی دوسرے قاف
 میں مجھے یقیناً گرا لیتا" — عمران نے کہا۔ اسی لمحے جوزف کی نظریں
 فرش پر پڑی ہوئی عمران کی والدہ پر پڑیں اور اس کی آنکھیں حیرت سے
 چلتی چلی گئیں۔

"گریت فادر۔ بی۔ ہاں آپ کی مدد" — جوزف نے ہکلاتے
 ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجرموں نے اوچھا وار کرنے کی کوشش کی تھی" — عمران
 نے اطمینان سے جواب دیا اور پھر اس نے جھک کر اپنی والدہ کو اٹھایا
 اور لے جا کر ایک کار کی پچھلی نشست پر لٹا دیا۔

"جوزف! اسیں فوراً کوٹھی پہنچاؤ۔ میں ذرا ان لوگوں کو چیک کر
 لوں" — عمران نے کہا۔

"ہاں" — جوزف نے سوپ ہو کر کہا اور پھر وہ پھرتی سے
 سنٹرنگ پر بیٹھ گیا کار ایک جھٹکا کھا کر مڑی اور پھر تیزی سے سڑک کی
 طرف بڑھ گئی۔ کار کے جانے کے بعد اب عمران دوبارہ ان لوگوں کی
 طرف بڑھا۔ اس نے سب کو چیک کیا۔ کل چھ افراد میں سے پانچ
 ہو چکے تھے جبکہ ایک میں ابھی زندگی کی سانسیں موجود تھیں اسے
 گولیاں لگی تھیں مگر دونوں خطرناک نہیں تھیں۔ البتہ وہ بیسوش ضرور
 ہو چکا تھا۔ عمران نے تمام افراد کی بیسوں کی تلاشی لی مگر کسی کے پاس
 سے کچھ نہیں نکلا ان سب کی جیبیں خالی تھیں۔ تلاشی لینے کے بعد

عمران نے پھرتی سے بیسوش محض کو اٹھایا اور دوسری کار کی طرف بڑھ
 گیا اس نے اسے پچھلی دونوں سیٹوں کے درمیان اٹھایا اور پھر سنٹرنگ پر
 بیٹھ کر کار آگے بڑھانے لگا وہ جلد از جلد وائش منزل پہنچنا چاہتا تھا۔

اور ایک اور کوٹھی کی پشت بھی اس طرف تھی اس لئے درمیان میں
گلی سی بن گئی تھی۔ چونکہ مضائقہ تھا اس لئے اوپر آبادی ہے
میں سم تھی اس وقت بھی وہ گلی سنسان پڑی تھی۔ بلیک زیرو نے اوپر
اوپر دیکھا کوٹھی کی دیوار کافی بلند تھی اس لئے اسے کراس کرنے کا
خیال ہی اس نے ترک کر دیا۔ وہ کوٹھی کے اندر جانے کا کوئی اور
راستہ ڈھونڈنا چاہتا تھا اور پھر تھوڑی سی تک وہ کے بعد اسے کمرہ نظر
آگیا جو کوٹھی کے اندر سے آ رہا تھا اس نے کمرہ کا ڈھکنا دونوں ہاتھوں
میں پکڑا اور ایک زوردار جھٹکا دیا تو بے کا ڈھکنا اوپر اٹھتا چلا آیا نیچے
بیڑھیاں جاری تھیں۔ بلیک زیرو نے ایک نظر اوپر اوپر دیکھا اور پھر
وہ بیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ کمرہ میں پانی کی مقدار بے حد تھوڑی تھی اس
لئے سائیز میں خشک پڑی تھی۔ بلیک زیرو نے کوٹ کی جیب سے پنسل
نکال لی اور اس کی لکیر نما روشنی کے سارے وہ آگے بڑھنے لگا۔
جب دوسرے کمرہ کا دہانہ آیا تو وہ وہاں رک گیا۔ اس نے ٹاسج کی
روشنی اوپر اوپر ڈالی اور پھر وہ بیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانے لگا۔ ابھی
اس نے تیسری بیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں
دور سے بے تحاشہ گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ ٹھٹک گیا۔
اس نے اندازہ لگا لیا کہ گولیاں اس کوٹھی کی حدود میں ہی چلائی جا رہی
ہیں۔ وہ تیزی سے اوپر چڑھنے لگا اور جب وہ آخری بیڑھی کے قریب
پہنچا تو ایک بار پھر گولیاں چلنے کی آوازیں اس نے سنیں۔ اب اسے
یقین ہو گیا کہ وہ صحیح جگہ پر آگیا ہے مگر یہ گولیاں کون چلا رہا ہے اور

⇒ 03338403268 E
To know about you
Lulu contact here
Thank u, (Lulu)

بلیک زیرو نے دانش حیل سے نکلنے ہی کا رخ مضائقہ کی طرف
جانے والی سڑک کی طرف کر دیا وہ جلد از جلد اس کالونی کی کوٹھی میں
پہنچنا چاہتا تھا جہاں سے اسے فون کیا گیا تھا اس کی کار شہر سے گزر کر
جلد ہی ایک مضائقہ کالونی کی طرف بڑھنے لگی۔ بلیک زیرو سوچ رہا تھا
کہ اس عورت کو فون تیسرے کہاں سے ملا ہو گا اور وہ کیا کہتا چاہتی تھی
اس کے علاوہ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کس اس سے حساب کتاب میں
غلطی نہ ہو گئی ہو اور وہ کسی غلط کوٹھی پر پہنچ جائے چونکہ اس نے اس
کوٹھی کو چیک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس لئے وہ کار آگے بڑھانے چا
گیا۔ جلد ہی اس کی کار اس کالونی میں پہنچ گئی وہ کوٹھی تلاش کرتا رہا
اس نے پوری کالونی کے دو چکر لگائے اور پھر اسے وہ کوٹھی نظر آگئی
کوٹھی کا پھانک بند تھا۔ بلیک زیرو نے کار ایک طرف آڑ میں روکی
اور پھر خود کوٹھی کی پچھلی طرف نکل آیا یہاں ایک جگہ سی گئی تھی

کس پر چلا رہا ہے۔ اس کے متعلق اسے کوئی علم نہیں تھا۔ یہ حال وہ ان پارٹیوں کو چیک کرنا چاہتا تھا کیونکہ یہیں سے اس کے خصوصی فون پر کال کی گئی تھی۔ اس نے کٹرو کے دہانے پر موجود ڈسکن کو زور لگا کر اوپر اٹھایا اور پھر آہستگی سے ایک طرف رکھ دیا چند لمحے انتظار کرنے کے بعد اس نے آہستہ سے سر باہر نکالا۔ یہ کوٹھی کا پائیں باغ تھا اس کے قریب ہی باغ کی اونچی سی باڑ موجود تھی۔ بلیک زیرو پھرتی سے باہر نکل آیا۔ اس نے ڈسکن احتیاط سے دوبارہ اپنی جگہ جما دیا اور پھر باڑ کی آڑ لیتا ہوا کوٹھی کے فرنٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جلد ہی وہ برآمدے کے قریب پہنچ گیا اور پھر اسے ٹھک کر رک جانا پڑا۔ کیونکہ اسی لمحے کوٹھی کا پھانک کھلا اور وہ کھڑکیں تیز رفتاری سے بند ہو گئیں۔ وہ برآمدے کے قریب پوسٹ میں آکر رک گئیں۔ برآمدے میں پانچ مسلح اشخاص پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے ہاتھ کر گندوں کے دروازے کھولے۔ پہلے شیرنگ پر بیٹھے ہوئے نوجوان باہر نکلے اور پھر ان کے اشارے پر پہلے سے موجود مسلح اشخاص نے گار کے پچھلے دروازے کھول کر چند بیوش افراد کو باہر کھینچ لیا۔ انہیں کاندھے پر لاوا اور دوبارہ برآمدے کی طرف بڑھ گئے۔ جیسے ہی بیوش اشخاص کے چہروں کا رخ بلیک زیرو کی طرف ہوا اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ وہ حیرت سے بت بن کر رہ گیا۔ بیوش افراد نکلے مونس کے ممبر تھے اس نے ثور، نعمانی اور صدیقی کے چہرے دیکھ لئے تھے جبکہ چوتھا فرد جس کا چہرے اس کی طرف نہیں تھا جیتا چہاں

تھا کیونکہ اس کا ڈیل ڈول بلیک زیرو پہچانتا تھا۔
 "ہو نہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں واقعی صحیح جگہ پر آ پہنچا ہوں۔" بلیک زیرو نے سوچا۔ جب سب لوگ برآمدہ کر اس کے اندر چلے گئے تو بلیک زیرو اچھل کر آگے بڑھا اور پھر برآمدے میں ایک برآمدہ اس وقت خالی تھا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا درمیانی دروازے کی طرف بڑھا۔ پھر جیسے ہی اس نے دروازے کو چیک کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا دروازہ کھلا اور اس کے عین سامنے ایک شخص کھڑا تھا وہ حیرت سے بلیک زیرو کو دیکھنے لگا۔ بلیک زیرو کا ہاتھ بجلی کے کوندے کی طرف لپکا اور اس کا مکہ ٹھیک اس اونچی کی کتینی پر پڑا اور وہ توی بغیر آواز نکالے ہی ڈھیر ہونے لگا۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے اسے حیرت لیا پھر اس نے اسے کاندھے پر لاوا اور تیزی سے بچوں کے مل دوڑتا ہوا دوبارہ پائیں باغ کی طرف آگیا۔ اس نے سب سے پہلے بیوش شخص کے کپڑے اتارے اور اپنے کپڑے اتار کر اسے پہنا دیے اور خود اس کے کپڑے پہن لئے۔ اس نے جیب سے تیز دھار ہاتھ نکالا اور اسے کھول کر دانتوں میں دبا لیا۔ پھر بیوش شخص کی ٹانگ بالی میں دھائی اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد بیوش شخص تڑپنے لگا۔ بلیک زیرو نے دونوں ہاتھ ہٹا کر چاقو ہاتھ میں پکڑ لیا اور اس کی نوک اس کی گردن سے لگا دی۔
 "خاموش پڑے رہو ورنہ۔" بلیک زیرو کے لہجے میں دہکوں کی گراہٹ ابھر آئی تھی۔ وہ شخص ساکت ہو گیا۔

”جن آدمیوں کو ابھی لے آگیا گیا ہے انہیں کہاں رکھا گیا ہے“ — بلیک زیرو نے چاقو کی نوک زور سے اس کی گردن پر دہاتے ہوئے کہا۔

”نچلے ترہ خانے میں وہاں پہلے بھی ان کے تین ساتھی قید ہیں۔ جن میں ایک عورت ہے“ — اس شخص نے بچھے بچھے لیے میں کہا۔

”ان ترہ خانوں کا راستہ کہاں سے جاتا ہے“ — بلیک زیرو نے سوال کیا۔

”درمیانی کمرے سے۔ لائٹ ٹن کے ساتھ سرخ رنگ کا ٹن موجود ہے“ — اس نے جواب دیا۔

”تمہارا نام کیا ہے جلدی بتاؤ“ — بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا نمبر سکس ہے۔ مگر تم بچ نہیں سکتے۔ میڈم ہاشوری تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی“ — اس نے بدستور بچھے بچھے لیے

میں جواب دیا مگر بلیک زیرو نے جواب دینے کی بجائے پوری قوت سے چاقو کا وار کیا اور ساتھ ہی پھرتی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ

شخص چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھپا سا بکس نکال لیا اس کے دونوں ہاتھ تیزی

سے چلنے لگے۔ تقریباً دس منٹ بعد جب اس نے بکس بند کیا تو وہ مکمل طور پر مرنے والے کا روپ دھار چکا تھا۔ جب وہ دوبارہ برآمدے کے

درمیانی دروازے کے قریب پہنچا تو دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک

اور شخص باہر نکلا۔
”نمبر سکس۔ جلدی آؤ میڈم نے تمہیں بلایا ہے“ — اس نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے مگر کیوں“ — بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ ہنسنا

نہر سکس کی طرح تھا۔
”معلوم نہیں“ — اس نے کہا اور پھر کمرے کی طرف مڑ گیا۔

بلیک زیرو اس کے پیچھے چل دیا۔ وہ دل ہی دل میں اس اتفاق پر خدا کا

شکر بجا لا رہا تھا کہ بغیر کسی تردد کے میڈم ہاشوری تک پہنچ جائے گا۔

درمیانی کمرے میں پہنچ کر آگے والے نے سوکچ بورڈ پر لگا ہوا سرخ

رنگ کا ٹن دیکھا۔ کمرے کی دیوار ایک طرف ہتی چلی گئی اور وہ دونوں

اس عمارت میں گھس گئے۔ یہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ تیزی

سے چلتے ہوئے نیچے آئے۔ یہاں ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری

کے آخری سرے پر لوہے کا مضبوط دروازہ تھا جس کے باہر دو مسلح

افلاس پہرہ دے رہے تھے۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچے پہرہ دینے والوں

نے دروازے کے قریب لگا ہو ٹن دیا دیا۔ ٹن دبتے ہی دروازہ کھلتا چلا

گیا۔

”جاؤ اندر“ — بلیک زیرو کو لے آنے والے نے بلیک زیرو

سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو خاموشی سے اندر بڑھ گیا۔ اس کے

اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔ یہ ایک کافی بڑا سا کمرہ تھا۔

جس میں مختلف مشینیں دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔ مشینوں

کے اوپر چھوٹی چھوٹی سکرینیں فٹ تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے پیچھے ایک خوبصورت عورت موجود تھی۔ بلیک زیرو نے اندر داخل ہو کر جھک کر عورت کو سلام کیا وہ سمجھ گیا کہ یہ میڈم باشوری ہے۔

"نمبر سکس" عورت کی سرد آواز گونجی۔

"ہیں میڈم" بلیک زیرو نے نمبر سکس کے لیے جھک کر جواب دیا۔

"دوم نمبر الیون میں سیکرٹ سروس کا ایک نمبر بند ہے اس کا سر کاٹ کر ایک تھیلے میں ڈالو اور جا کر وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کی کوٹھی میں پھینک دو" میڈم باشوری نے سوسائٹے میں اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی میڈم۔ مگر" بلیک زیرو نے مودیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا" میڈم باشوری نے یوں کہہ کر کہا جیسے بلیک زیرو نے مگر کالفاظ استعمال کر کے اسے گواہ مار دیا ہو۔

"میڈم میرا خیال ہے کہ تمام ممبروں کے سر اکٹھے کوٹھی میں پھینک دیئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے" بلیک زیرو نے خیال ظاہر کیا وہ میڈم کے پہلے فقرے سے یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ نمبر سکس میڈم کے نزدیک خاص اہمیت کا مالک ہے۔

"نہیں میں مددگار ایک سر انہیں تختہ کے طور پر سمجھوں گی۔"

میڈم نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"جو آپ کا حکم" بلیک زیرو نے زیادہ بحث مناسب نہ سمجھی اور پھر سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ مگر ابھی وہ دروازے کے قریب نہیں پہنچا تھا کہ میڈم کی آواز سنائی دی۔

"نمبر سکس" بلیک زیرو فوراً موڑا۔

"تم نے خیال کس بنا پر ظاہر کیا ہے" میڈم کے لیے جھک کر انہیں کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میڈم ایک تختہ کے بعد یہاں کی پوری مشینری حرکت میں آجائے گی اور ہمارے مشن کے لئے کافی رکاوٹیں ختم ہو سکتی ہیں اگر ہم ان سب کو اکٹھے قتل کر دیں تو کم سے کم ایک ادارے سے تو ہمارے چھوٹ جائے گی دوسری بات یہ کہ ہو سکتا ہے کہ باقی لوگ کوئی ٹرکٹ کر کے کسی کوشش کریں" بلیک زیرو نے بڑے مودیہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہ" میڈم کی پیشانی پر سوچ کی سلونیں پڑنے لگیں چند لمحوں کے خاموش رہی پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

تسارا خیال درست ہے نمبر سکس تم واقعی ذہین اور جرات مند آدمی ہو رافیل چونکہ مرچکا ہے اس لئے اب سے تمہارا نمبر نو ہو گا۔ میڈم باشوری نے کہا۔

"آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگے گی میڈم" بلیک زیرو نے ہلکے انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ اور ان سب کو قتل کر کے ان کی لاشیں وزارت خارجہ کی عمارت میں پھینکوا دو“ — میڈم باشوری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر مڑ گیا اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔

”میڈم نے مجھے رائفل کی جگہ نمبر نو مقرر کر دیا ہے“ — اس نے باہر نکل کر مسلح افراد سے مخاطب ہو کر حکمانہ لہجے میں کہا۔
”ہیں ہاں“ — سب نے اس کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”تم میرے ساتھ قید خانے میں آؤ میں ان کے قتل سے پہلے ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں“ — بلیک زیرو نے اس کوئی سے مخاطب ہو کر کہا جو اسے برآمدے سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔
”ہیں ہاں“ — اس نے مودبانہ انداز میں جواب دیا اور بلیک زیرو کو اپنے ہمراہ لئے راہداری کے دوسرے کونے کی طرف یہہ گیا وہاں اس نے دیوار کے مخصوص حصے پر ہاتھ پھیرا دیوار درمیان سے ہتی چلی گئی یہاں سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے یہ دروازہ فولاد کا بننا ہوا تھا اور اس کے باہر بھی دو مسلح اشخاص پہرہ دے رہے تھے۔

”تمام قیدی اسی میں بند ہیں ناں“ — بلیک زیرو نے پوچھا۔
”ہاں صرف ایک لڑکی روم نمبر الیوں میں بند ہے“ — ساتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اے فوراً وہاں سے لے آؤ ہم نے ان سب کو ایک ہی وقت میں قتل کرنا ہے“ — بلیک زیرو نے حکمانہ لہجے میں کہا اور وہ تیزی سے اوپر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ جب سیڑھیاں کراس کر کے وہ بلیک زیرو کی نظروں سے غائب ہو گیا تو بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن کو اچانک بجلی کی سی تیزی سے حرکت دی اور دوسرے لہجے ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی زبرد پھٹا ہو اور ایک پہرے دار کی کھوپڑی ریزہ ریزہ ہو گئی۔ مشین گن کا دست پوری قوت سے اس کے سر پر پڑا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سراٹھلتا وہی حرکت اس کی ساتھ ہوئی اور وہ بھی بغیر آواز کے لے فرش پر گر چکا تھا بلیک زیرو نے ان دونوں کو تھپتھپ کر ایک طرف کیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والے دروازے کے قریب پہنچا وہاں پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور دوسرے لہجے جو لیا ہاتھ اٹھائے سیڑھیاں اترنے لگی اس کے پیچھے وہی شخص تھا جو اسے لینے گیا تھا۔ بلیک زیرو دروازے کی آڑ میں چھپا ہوا تھا جیسے ہی مسلح شخص نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا بلیک زیرو کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ شخص قلابازیاں کھاتا ہوا سیڑھیوں پر لڑھکتا چلا گیا۔ جو لیا جو اس سے آگے آگے جا رہی تھی وحشی ہرنی کی طرح لڑک کر ایک طرف ہوئی اور پھر اس نے قلابازیاں کھاتے ہوئے شخص کے ہاتھ سے مشین گن یوں جھپٹ لی جیسے وہ پہلے سے اس کام کے لئے تیار ہو۔

”جولیا تم اوہ دروازے کے قریب پہرہ دو جو اندر آئے اسے فوراً
ختم کر دو۔“ بلیک زیرو نے اس بار ایکسٹو کے لمبے میں کہا اور
جولیا ایکسٹو کی آواز سن کر یوں اچھلی جیسے اس کے پیروں تلے بم آگیا
ہو اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلنے لگی تھیں۔

”ایکسٹو۔“ جولیا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ مگر بلیک زیرو
اس کی بات کی پرواہ کئے بغیر دو سیڑھیاں پھلانگتا نیچے اتر گیا جلد ہی
وہ دروازے کے قریب پہنچ گیا وہ پہلے ہی دروازے کی ساخت اور اس
میں موجود آٹومک لاک دیکھ چکا تھا۔ اس نے بڑی بھرتی سے اپنی گڑی
کا ونڈ مٹن کھینچا ونڈ مٹن علیحدہ ہو گیا اس کے اندر سے ایک باریک مگر
مضبوط سی تار نکل آئی۔ بلیک زیرو نے تار کا سرا آٹومک لاک کے
اندر کیا اور پھر ونڈ مٹن کو مخصوص انداز میں دبایا تو تار کے سرے سے
کسی سیال کے چند قطرے نکلے اور تار کے لیوریوں پھیل گئے جیسے
انہیں کسی بھی میں ڈال دیا گیا ہو۔ بلیک زیرو نے پھر سے دروازے کو
دبایا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلتا چلا گیا۔

”تویر۔“ بلیک زیرو کو سامنے دیوار کے ساتھ کھڑا تویر نظر آ
گیا تھا۔ ایکسٹو کی آواز جیسے ہی کمرے میں گونجی کمرے میں موجود
سیکرت سروس کے ممبران حیرت سے اچھل پڑے۔

”پلو باہر نکلو جلد ہی۔“ بلیک زیرو نے ایک طرف ہتھے ہوئے
حکمانہ لمبے میں کہا اور پھر سیکرت سروس کے ممبران تیزی سے باہر
نکلنے چلے آئے بلیک زیرو کے کمرے پر صندوق اور کیپٹن کلپل نے

پروٹیاں چڑھتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگے جہاں جولیا مشین
میں تھامے بڑی مستعدی سے پہرہ دے رہی تھی۔ ابھی وہ سب
دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک ایک سرسراہٹ کی آواز
سنائی دی اور یوں محسوس ہوا جیسے دروازے کے باہر فولاد کی چادر اتر
آئی ہو اور اس کے ساتھ ہی سیڑھیاں میڈم باشوری کے قہقہوں سے
گونج اٹھیں۔

”آخر تم بھی پھنس ہی گئے سیکرت سروس کے چیف۔ بڑے
پراسرار بنے تھے۔“ میڈم باشوری کی آواز گونجی۔ وہ سب حیرت
سے اوہرا دھڑکنے لگے۔ آواز دیوار کے ہر حصے سے بلند ہوتی محسوس
ہو رہی تھی۔

”اب یہی سیڑھیاں سیکرت سروس کا مقبرہ بنیں گی سمجھے۔ مرنے
کے لئے تیار ہو جاؤ۔“ میڈم باشوری کی آواز سنائی دی اور پھر
گڑی میں سفید رنگ کا گاڑھا دھواں پھیلنے لگا۔ سفید دھواں کو دیکھ
کر سب کے چہرے تپتی ہوئے ہوئے کیونکہ وہ پوٹاشیم سائٹریٹ کا دھواں تھا جو
ایک لمبے میں انسان کا غائب کر دیتا تھا انہیں اب اپنی موت یقینی نظر
آنے لگی تھی۔ اس آخری وقت وہ سب اپنے چیف ایکسٹو کو دیکھنے
لگے جیسے ایکسٹو کوئی سمجھہ دکھائے گا مگر بلیک زیرو کا اپنا دماغ اس
ہلکے صہرت حال نے ماؤف کر دیا تھا اسے یہی بات سمجھ میں نہیں آ
رہی تھی کہ میڈم باشوری نے اسے کیسے پہچانا۔ اب دھواں پوری
گڑی میں پھیل چکا تھا۔ قاتل دھواں۔

ایئر پورٹ پر خاصی چل چل تھی غیر ملکی فلائٹ آئے ہیں چہ بے
باقی تھے ایئر پورٹ سے باہر گاڑوں کی طویل قطاریں موجود تھیں چیک
گیلری عورتوں اور مردوں سے بھری ہوئی تھی۔ کچھ لوگ اپنے
عزیزوں اور احباب کو جہاز پر چڑھانے آئے تھے اور کچھ کسی کو لینے
سب کے چہروں پر انجانی سی خوشی تھی جبکہ ایئر پورٹ کے مین ٹین
کے قریب نوادرات کی ایک دکان کے کاؤنٹر پر ایک نوجوان کھڑا ہے
غور سے نوادرات کو دیکھ رہا تھا یہ پرنس ذریو تھا جو اس وقت اس ایئر
کو لینے آیا تھا جسے چیف پاس نے ایک ذریو فائل کے حصول کے لئے
خصوصی طور پر بھیجا تھا تھوڑی دیر بعد فلائٹ کے آنے کا اعلان ہوا
پتھر پر ہوا اور پرنس ذریو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پبلک گیلری کی طرف
بڑھ گیا جب وہ گیلری میں پہنچا تو جہاز رن وے پر اپنے مخصوص سیٹ
پر رک چکا تھا اور دروازے کے ساتھ سیڑھی لگائی جا رہی تھی۔ وہ

کھلا اور مسافر نیچے اترنے لگے۔ ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد
بھی۔ زیادہ تعداد غیر ملکیوں کی تھی۔ چند مسافروں کے بعد ایک لمبا
زانگا اور خوبصورت جسم کا مالک نوجوان سیاہ سوٹ میں نیچے اترتا اس
کے ہاتھ میں بریف کیس تھا اور اس کے کالر پر لگا ہوا سرخ رنگ کا
گلاب دور سے چمکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یہی وہ ایئر تھا جس کی تعریف
پیف پاس نے کی تھی۔ پرنس ذریو پبلک گیلری میں کھڑا بڑے اطمینان
سے اسے دیکھتا رہا۔ نوجوان بڑے اطمینان سے چمکتا ہوا پاسپورٹ
پینک کاؤنٹر پر آیا اور پھر جلد ہی وہ وہاں سے فارغ ہو کر مین گیٹ کی
طرف بڑھنے لگا۔ پرنس ذریو اس وقت تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا
دوبارہ اسی شال کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اسی وقت سیاہ
سوٹ میں ملبوس نوجوان بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اسی شال پر آکر
رک گیا ان کے علاوہ بھی کافی غیر ملکی اس شال پر کھڑے نوادرات کو
دیکھ اور خرید رہے تھے۔

”معاف کیجئے گا یہ گلاب کا پھول کون سے ملک کا ہے؟“ پرنس
ذریو نے اچانک سیاہ سوٹ میں ملبوس نوجوان سے سوال کیا۔ نوجوان
ہلکے کر اسے دیکھنے لگا۔

”افریقی گلاب ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ تبھی اتنا خوبصورت ہے؟“ پرنس ذریو نے بھی جواب
میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کو پسند ہے تو لے لیجئے۔“ آنے والے نے گلاب کی

طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ایسی بات نہیں" — پرس نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ نوجوان بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا رہا جب اس نے مین گیٹ کراس کیا تو پرس زبرد کو وہیں کمر پایا۔

"سپر" — پرس زبرد نے دے لیے میں کہا۔

"آپریشن" — نوجوان نے باوقار لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے پرس زبرد کہتے ہیں" — پرس زبرد نے گرجوٹی سے

ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"ڈاگ ٹیلر" — جواب میں نوجوان نے اپنا نام بتایا۔

"آئیے مسٹر ڈاگ میں آپ کا ہی شکر تھا" — پرس زبرد نے

کہا اور پھر وہ دونوں خاموشی سے اس طرف بڑھنے لگے جدھر کارن موجود تھیں۔ پرس زبرد ایک سیاہ رنگ کی کار کے قریب رکا اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور پھر دروازہ کھول کر ڈاگ کو اندر بٹھانے لے گیا۔ وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار تیزی سے گاڑی کے جھوم سے نکلتی ہوئے جلد ہی سڑک پر آگئی۔ ڈاگ پیسے مطمئن انداز میں خاموش بیٹھا تھا پرس زبرد نے بھی کوئی بات نہیں کی وہ خاموشی سے کار چلا رہا تھا۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے" — تھوڑی دیر بعد ڈاگ نے اہانگ کہا۔ اس کے لہجے میں سختی تھی۔

"مجھے معلوم ہے ہمارے ہی آدمی ہیں" — پرس زبرد نے جواب دیا اور ڈاگ اطمینان کا سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر آکر رک گئی۔ گیٹ پر کھڑے ہوئے دربان نے پرس زبرد کو دیکھ کر پھرتی سے گیٹ کھول دیا اور وہ کار اندر لئے چلا گیا۔ کار کو پورچ میں روک کر وہ نیچے اترا ڈاگ بھی خاموشی سے نیچے اترا آیا تھا۔

"آئیے اندر" — پرس زبرد نے کہا اور پھر اسے لئے ہوئے درانگ روم میں آگیا۔ ڈاگ نے بریف کیس ایک طرف رکھا اور پھر اطمینان سے ٹائٹیں پھیلا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ پرس زبرد نے ایک الماری کھول کر اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس نکال کر میز پر رکھے اور فریڈر سے برف کی پلیٹ نکال کر ساتھ رکھ دی۔ ڈاگ نے خود ہی بوتل کا ڈسکن کھولا چند ڈلیاں برف کی گلاس میں ڈال کر اس نے شراب سے گلاس کو بھر لیا۔ پرس زبرد نے بھی اپنا گلاس بھرا اور پھر دونوں نے اپنے گلاس اٹھا لئے۔

"ہاں تو پرس زبرد اب مجھے تفصیل سے تمام باتیں بتا دو کیونکہ میں اتالی تیزی سے کام کرنے کے موڈ میں ہوں چیف پاس نے حکم دیا ہے کہ میں جلد از جلد یہاں کا کام ختم کر اس کے پاس پہنچ جاؤں" — ڈاگ نے شراب کا گھونٹ پیتے ہوئے کہا۔

"جیسا کہ آپ کو معلوم ہو گا ہم نے ایک قاتل اڑانی ہے۔ ریڈ زبرد یہ قاتل کہاں ہے اس کا کسی کو علم نہیں ہے۔ طویل تحقیقات

”وہ اس کا مطلب ہے خاصا جی دار آدمی ہو گا۔ ہر حال ٹھیک ہے تم مجھے اس کا پتہ بتاؤ میں خود اسے دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے بچ کر کیسے جاتا

"تم مجھے نہیں جانتے مسٹر بس۔ چیف پاس مجھے اچھی طرح جانتا

ہے۔ ڈاگ نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”اس کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے جیسے ہی اس کے ہاؤس میں کوئی اطلاع ملی میں آپ کو اطلاع کر دوں گا۔“

جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میرا کسی اچھے سے ہوٹل میں رہائش کا انتظام کرو میں آزاد رہ کر کام کرنے کا علوی ہوں تم صرف مجھ سے فون پر بات کر سکتے ہو۔“ ڈاگ نے بریف کیس اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میرے ساتھ آئیے میں آپ کو ہوٹل چھوڑ آتا ہوں۔“ پرنس زیرو نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار کو ٹھکی سے نکل کر شر کی طرف دوڑنے لگی۔

عمران زخمی مجرم کو کار میں ڈالے سیدھا رانا ہاؤس پہنچا اس نے کار کو ٹھکی سے تھوڑی دور ایک سستان جگہ پر تھوڑی تھکی۔ کار کی نمبر پلیٹ نہیں تھی اس لئے اس کے متعلق کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرنا پڑا تھا۔ زخمی کی حالت خاصی خراب تھی اس لئے عمران اسے آپریشن ٹیبلر میں لے گیا۔ یہ نجی آپریشن ٹیبلر اس نے رانا ہاؤس کے تہ خانوں میں پایا ہوا تھا۔ جوزف ابھی تک واپس نہیں آیا تھا اس لئے وہ دربان کو کہہ آیا تھا کہ جیسے ہی جوزف واپس آئے اسے آپریشن ٹیبلر میں بھیج دے۔ عمران تقریباً ایک گھنٹے تک آپریشن ٹیبلر میں مصروف رہا اور پھر وہ باہر بڑے کمرے میں آ گیا۔ زخمی کی حالت اب سنبھل گئی تھی اور عمران نے اسے بیوشی کا انجکشن لگا دیا تھا۔ اسے علم تھا کہ دو گھنٹے بعد جب زخمی کو ہوش آئے گا تو وہ خاصا ٹھیک ہو چکا ہو گا اس وقت اس سے پوچھ گچھ یا آسانی ہو سکے گی۔ جیسے ہی عمران

بڑے کمرے میں داخل ہوا جوزف بھی وہاں پہنچ گیا۔

”پہنچا آئے والدہ کو“ — عمران نے پوچھا۔

”ہیں ہاں۔ اب وہ ٹھیک ہیں جب تک انہیں ہوش نہیں آئی

میں وہیں رکا رہا“ — جوزف نے جواب دیا۔

”والد صاحب کیا کہتے تھے انہیں کب اغوا کیا گیا تھا“ — عمران

نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”انہیں تو علم ہی نہیں تھا گریڈ مدر کسی شادی پر گئی ہوئی تھیں

وہاں سے واپسی پر بھروسوں نے اغوا کیا تھا سر عبدالرحمن نے یہ سمجھا تھا

کہ وہ وہیں رک گئی ہوں گی“ — جوزف نے جواب دیا۔

”ہونہ“ — عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے

قریب پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور بلیک زیرو کے نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے دوسری طرف تھکی گئی اور پھر خشک شپ میں

بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”پیغام لوٹ کرا دیجئے“ — عمران کی آنکھوں میں تشویش کی

جھلکیاں ابھر آئیں اس نے کریڈل دبا کر دوسرا نمبر ڈائل کیا مگر دوسری

طرف تھکی جاتی رہی مگر کسی نے ریسور نہیں اٹھایا۔ وہ کافی دیر تک

مختلف نمبر کھاتا رہا مگر ہر طرف خاموشی تھی۔ اب عمران کی فراخ

پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں تھیں۔

”تمام لوگ عاتب ہیں بلیک زیرو سمیت کمال ہے“ — وہ ہنستا

چہرے لے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ایک اور نمبر کھایا فوراً ہی رابطہ

”ٹائیگر سپکنگ“ — دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”عمران سپکنگ“ — عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہیں ہاں“ — ٹائیگر کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

”ٹائیگر سیکرٹ سروس کے تمام ممبر عاتب ہیں فوری طور پر چیک کر

کے مجھے رپورٹ دو“ — عمران نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”ہم جناب میں ابھی چیک کرتا ہوں“ — ٹائیگر نے جواب دیا

اور عمران نے ریسور رکھ دیا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”جوزف آپریشن تھیٹر میں ایک آدمی موجود ہے اسے میں نے

بیوشی کا انجکشن لگا دیا ہے کم سے کم دو گھنٹے بعد اسے ہوش آئے گا

اس کا خیال رکھنا میں نے اس سے پوچھ کچھ کہی ہے“ — عمران

نے جوزف سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا

گیا۔ گیارہ بجے کار نکل کر وہ رانا ہاؤس سے باہر آیا اور پھر اس کی

کار تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھنے لگی۔

اس کے ذہن میں کھلبلی تھی یہ پہلا موقع تھا کہ عمران کے

اٹس میں آئے بغیر سیکرٹ سروس کے تمام ممبر اور بلیک زیرو عاتب

تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ممبر پہلے سے ہی عاتب ہوں گے تبھی بلیک زیرو

نے ہڑ جھیل پر جوزف کو بھیجا تھا مگر یہ لوگ کہاں گئے اور بلیک زیرو

نور کہاں چلا گیا یہی معلوم کرنے وہ دانش منزل کی طرف جا رہا تھا اسے

یقین تھا کہ بلیک زیرو جانے سے پہلے اس کے لئے پیغام شپ کر گیا ہو

”آپ“ — لفت بوائے نے عمران نے پوچھا۔
 ”ہیاریا ہوس منزل“ — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب
 دیا اور لفت بوائے نے سر ہلاتے ہوئے دسویں منزل کا بیٹن دیا دیا لفت
 اوپر چڑھنے لگی۔ عمران دیوار سے پشت لگائے ہوئے اطمینان سے کھڑا
 تھا جبکہ ان دونوں کے چہروں پر قدرے الجھن کے تاثرات نمایاں
 تھے۔ دسویں منزل پر پہنچ کر لفت رک گئی لفت بوائے نے دروازہ کھولا
 اور وہ دونوں خاموشی سے باہر چلے گئے۔ لفت بوائے نے ان کے باہر
 نکلنے ہی پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر گیارہویں منزل کا بیٹن دیا دیا۔
 چند لمحوں بعد عمران گیارہویں منزل پر اتر گیا اور پھر وہ راہداری کر اس
 کرتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اب
 وہ سیاہ سوٹ میں ملبوس نوجوان کو اچھی طرح پہچان گیا تھا یہ کارمن کا
 مشہور مجرم ڈاک ٹیلر تھا جسے کارمن شیطان کے نام سے پکارا جاتا تھا۔
 عمران کی ذاتی لائبریری میں اس کی پوری فائل موجود تھی انتہائی
 سناک اور بے رحم قاتل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی ذہین اور
 ہیار بھی تھا اس لئے آج تک پکڑا نہیں گیا تھا۔ عمران کی یادداشت
 نقب کی تھی وہ فارغ اوقات میں بین الاقوامی مجرموں کی فائلوں کا
 مطالعہ کرتا رہتا تھا اس لئے اس کے ذہن میں ہر بڑے مجرم کے چہرے
 اور ان کے کردار کی خصوصیات ہر وقت تازہ رہتی تھیں اور آج بھی
 کیا ہوا تھا جیسے ہی اس نے سیاہ سوٹ میں ملبوس نوجوان کے چہرے پر
 نظر ڈالی وہ ٹھنک گیا اس کے چہرے پر زخموں کے مخصوص نشانات نے

گاہ۔ یہی سوچتا ہوا وہ کار اڑائے چلا جا رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر
 قریب سے گزرتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر پڑیں اور جیسے اس کے
 ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا کار میں موجود سیاہ سوٹ میں ملبوس نوجوان
 کا چہرہ اس کے لاشعور میں چبک گیا اور اور پھر اس نے کار اس نوجوان
 کی کار کے پیچھے ڈال دی۔ یہ شرکا بارونق علاقہ تھا پھر وہ سیاہ رنگ کی
 کار ہوٹل پیراڈائزر کے گیٹ میں منجمعی اور عمران کار آگے بڑھا
 گیا۔ ایک طویل چکر کاٹ کر وہ دوبارہ ہوٹل کے گیٹ پر پہنچا اور پھر
 کار اندر لئے چلا گیا سیاہ رنگ کی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ عمران
 نے کار اس کے قریب روکی جیب سے ریڈ کی میڈیکل اپ نکل کر
 چہرے پر فٹ کیا مصنوعی مونچھوں اور سیاہ سے لے اس کی شکل کافی
 تک بدل دی تھی۔ کار لاک کر کے وہ سیدھا ہوٹل کے مین گیٹ کی
 طرف بڑھا جب وہ ہال میں داخل ہوا تو اس نے اس سیاہ سوٹ میں
 ملبوس نوجوان کو ایک اور آدمی کے ساتھ کاؤنٹر پر کھڑے دیکھا وہ سیدھا
 ایک خالی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا جو لفت کے بالکل قریب
 تھی۔ وہ دونوں کاؤنٹر سے فارغ ہو کر لفت کی طرف بڑھے۔ لفت بوائے
 نے جیسے ہی لفت کا دروازہ کھولا عمران بھی خاموشی سے اٹھ کر ان کے
 پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ لفت کے چھوٹے سے کمرے میں عمران
 آدمی اور لفت بوائے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے تھے۔
 ”دسویں منزل“ — سیاہ سوٹ میں ملبوس نوجوان کے ساتھ
 ایک لمبے کے لئے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے لفت بوائے سے کہا۔

اسے مزید چینگ پر مجبور کر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران اور بلیک زیرو کو بھول کر اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔ لغت میں سوار ہونے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ اپنی تسلی کرنا چاہتا تھا اور لغت میں اتنے قریب سے دیکھنے کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ یہ کارمن کا شیطان ڈاگ ہے۔ میڑھیاں اتر کر وہ جب دسویں منزل پر پہنچا تو وہ سیدھا اس منزل کے ہیڈ ویئر کی طرف بڑھا اس نے اس کے ہاتھ میں ایک بڑا لوٹ تھمایا اور اس سے ڈاگ کے کمرے کا نمبر پوچھا۔

”سیاہ سوٹ میں ملیوس نوجوان کا کمرہ نمبر یاد ہے جناب۔“ ہیڈ ویئر نے دبے لفظوں میں جواب دیا۔

”اوکے۔ اس بات کو بھول جاؤ اس میں تمہارا فائدہ ہے۔“

نے قدرے سرد لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے میڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ ہوٹل سے باہر پارکنگ کی طرف تھا وہ اپنی گاڑی کے قریب موجود ڈاگ کی سیاہ رنگ کی گاڑی کے قریب پہنچا اور پھر اس جگہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور کار کا دروازہ کھول کر ایک نظر پھر ارد گرد کا جائزہ لے کر جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر جس کے ساتھ ٹیپ چسپاں تھا کار کا گدرا اٹھا کر اس نے وہ آلہ سیٹ کے نیچے چپکا دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ اپنی کار میں سوار ہوا اور کار کو ہوٹل سے باہر نکال لے گیا۔ اب اس کا رخ دوبارہ وائس منزل کی طرف تھا مگر اس بار اس کی سوچ کا محور ڈاگ کی اس کے ملک میں آمد تھی اسے ابھی طرح معلوم تھا کہ ڈاگ جیسے مجرم بھی

چھوٹے موٹے کاموں کے لئے کسی جگہ نہیں جاتے یقیناً اس کے ذہن میں کوئی بڑا پلان ہو گا جلد ہی وہ وائس منزل کے گیٹ پر پہنچ گیا اس نے ماسٹر کی سے دروازہ کھولا اور پھر کار کو پورچ میں لیتا چلا گیا کار سے اتر کر وہ سیدھا آپریشن روم میں گیا اس نے جاتے ہی وہ ٹیپ چلا دیا جس میں بلیک زیرو اس کے لئے پیغام ٹیپ کر دیا کرتا تھا ٹیپ آن کر کے وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو نے اس کے فون اور پھر ممبران کی کشدگی جوڈف کو سبز جھیل پر بھیجنے کے ساتھ ساتھ ریڈ پاس عظیم سے متعلق رپورٹ جس میں جولیا کے منگیترا اور ہوٹل میں حضور اور کلین کی موجودگی اور پھر ان سب کی کشدگی اس کے ساتھ ساتھ کسی عورت کے فون اپنا جواب اور پھر اس کو ٹیپ کو ٹیس کرنے کے لئے تمام تفصیل ٹیپ کر رکھی تھی۔ پوری تفصیل سننے کے بعد عمران نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے ٹیپ کا ٹیپ آف کر دیا اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے وہ بڑی شدت سے جولیا کے منگیترا اور ممبران کی کشدگی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ کچھ سوچ رہا پھر وہ اللہ کر لا پھریری میں گیا اس نے وہاں سے ڈاگ کی فائل نکالی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی وہ اس کا مطالعہ کر رہی رہا تھا کہ اچانک اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں۔ اس نے چونک کر گھڑی کا ونڈیشن مخصوص انداز میں دیا اور ڈائل پر سبز نقطہ چمکنے لگا۔ وہ سمجھ گیا کہ ماسٹر کی کال ہے۔

”ہیلو عمران سپیکنگ۔ اور۔“ اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"مائیکر فرام دس اینڈ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے مائیکر کی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ۔ اور۔۔۔ عمران کا لہجہ بدستور سخت تھا۔

"باس سیکرٹ سروس کے تمام ممبر عائب ہیں جو لیا کو اس کے قید سے ایک نوجوان اپنے ساتھ لے گیا ہے وہ اپنی رضامندی سے گئی ہے۔ مندر اور کیشن کلیل ایک ہوٹل سے نکلے اور پھر عائب ہیں۔ توہ ایک کیتے سے لے جایا گیا ہے آثار کی تھے کہ اسے ریوالوں کی تہ میں لے جایا گیا ہے نعمانی چوہان اور صدیقی کنگ پیراڈائز پر پھیلوں کا شکار کیلئے گئے تھے وہ وہاں سے عائب ہیں۔ اور۔۔۔ مائیکر نے اس سب کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے اب تم ایسا کرو کہ ہوٹل پیراڈائز میں دسویں منزل روم نمبر بارہ میں ایک نوجوان ٹھہرا ہوا ہے بین الاقوامی مجرم ہے اس کے چہرے پر زخموں کے نشان ہیں اس کی نگرانی کرو اور انتہائی احتیاط سے۔ کسی بھی اہم واقعہ پر مجھے رپورٹ کرنا۔ اور اینڈ آل۔۔۔ عمران نے اسے ہدایت دی اور پھر وینڈیشن دیا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے فائل دوبارہ لائبریری میں رکھی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آج ٹیشن روم سے باہر آ گیا اب وہ اس کو خفی کو چیک کرنا چاہتا تھا جہاں بلیک زیرو تھا کیا وہ تک بلیک زیرو نے جاتے وقت نام بھی شپ کیا تھا اسے کلنی دیرہ بھی تھی اور بلیک زیرو کی ابھی تک واپسی نہیں ہوئی تھی اس سے ظاہر تھا کہ وہاں کچھ خاص معاملات پیش آچکے ہیں۔ اس نے کاروائی

منزل سے باہر نکالی اور پھر اس کا رخ اس کالونی کی طرف کر دیا جس کی کابری بلیک زیرو نے شپ میں کی تھی۔

اچانک نیچے گرنے سے بولیا، صندوق اور کیپشن ٹکلیل کے چہرے پر
 کے لئے ہوش جاتے رہے مگر جب ان کے جسم نیچے جا کر زمین پر
 زمین تھی اور خاصی نرم تھی اس لئے انہیں کچھ زیادہ چوٹ نہیں
 آئی۔ یہاں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ نیچے گرتے ہی وہ چند لمحوں
 بیہوشی کے عالم میں پڑے رہے پھر تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے آہستہ
 آہستہ ان کی آنکھیں اندھیرے سے مالوس ہونے لگیں۔ اس
 2۔ دیکھا کہ یہ ایک چھوٹا سا سیلن زدہ کمرہ تھا جہاں دونوں طرف
 دیواروں میں تل کے سوراخ تھے ان سوراخوں کے باہر لوہے کی مشین
 جالی لگی ہوئی تھی زمین گیلی تھی اس بنا پر وہ سمجھ گئے کہ یہاں سے
 کا پانی گزرتا ہو گا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ مزید کیا اقدام کیا
 جائے کہ اچانک کمرے کے دونوں سوراخوں سے دھواں سا اندر آنے
 لگا۔ اندھیرے میں وہ دھوئیں کو فوراً نہ دیکھ سکے اور جب اس

احساس ہوا تو اس چھوٹی سی کونٹری میں کافی مقدار میں دھواں بھر چکا
 تھا انہوں نے دھوئیں کا احساس ہوتے ہی اپنے آپ کو بچانے کے لئے
 سانس روکنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ دھواں کافی مقدار میں ان کے
 سانس کے ساتھ اندر جا چکا تھا چنانچہ چند لمحوں بعد ان کے ذہنوں پر
 تاریکی کے بادل چھاتے چلے گئے اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد وہ
 تینوں بیہوش ہو کر وہیں فرش پر گر گئے پھر جب ان کی آنکھ کھلی تو
 انہوں نے اپنے آپ کو ایک خاصے بڑے کمرے میں پایا بولیا یہاں
 سوہو نہیں تھی۔ صندوق اور ٹکلیل اٹھ کر بیٹھ گئے اور ابھی وہ اپنے
 دواس درست کر رہے تھے کہ انہوں نے کمرے کا اگلا دروازہ کھلنے
 کی آواز سنی دروازہ کھلتے ہی پانچ چھ مسلح افراد اندر داخل ہوئے اور
 انہوں نے اپنے کانڈھوں پر لادے ہوئے بیہوش اشخاص کو فرش پر
 پھینک دیا۔ صندوق اور ٹکلیل نے اٹھنے کی کوشش کی مگر ابھی ان کے
 جسم ان کے ذہن کا ساتھ دینے سے قاصر تھے بیہوش افراد کو لے آئے
 والے اشخاص انہیں فرش پر ڈال کر تیزی سے واپس چلے گئے اور
 دروازہ دوبارہ بند ہو گیا چند لمحوں بعد کیپشن ٹکلیل اٹھا اور پھر بیہوش
 افراد کے قریب آیا دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا یہ شور تھا
 اتنے میں صندوق بھی قریب آگیا۔

”ارے یہ تو شور ہے“ — صندوق کے منہ سے بے اختیار نکلا۔
 ”ہاں کیپشن ٹکلیل نے دانت بٹھپتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے باقی
 افراد کو چیک کیا وہ سب سیکرٹ سروس کے ممبر تھے شور کے ساتھ

نعمانی چوہان اور صدیقی تھے۔

"یہ سب جولیاء کے منگیترا کا چکر ہے ان سب کے پتے جولیاء کے جذبات میں آکر رائیل کو بتا دیئے ہوں گے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پوری سیرٹ سروس اس وقت مجرموں کے قبضے میں ہے۔" صفدر نے کڑھ لہجے میں کہا۔

"ہاں جذبات واقعی اندھے ہوتے ہیں۔" صفدر جولیاء کا اس میں اتنا قصور نہیں ہے بس عورت تھی جذباتی ہو گئی ہو گی اسے کیا معلوم کہ اس کا منگیترا مجرموں کے کسی گروہ سے تعلق رکھتا ہو گا۔" کیپٹن کلپل نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا۔

"کچھ بھی ہو جولیاء کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے تھا۔" صفدر نے بدستور اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا چھوڑو پہلے ان لوگوں کو ہوش میں لایا جائے تاکہ یہاں سے نکلنے کے لئے کوئی مشترکہ کوشش کی جاسکے۔" کیپٹن کلپل نے کہا اور پھر وہ دونوں انہیں ہوش میں لے آئے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے تھوڑی دیر بعد ان کی کوششیں بار آور ہو گئیں اور سب لوگ ہوش میں آ گئے جیسے ہی سب کو صورت حال کا علم ہوا ان سب کے چہروں پر تشویش کے آثار چھاتے چلے گئے۔ جولیاء کے منگیترا کی کئی صفدر نے سب کو بتا دی باقی تو خاموش ہو گئے البتہ تنویر نے میں بیڑا لگا اسے جولیاء کے منگیترا کے متعلق سن کر جذباتی دھچک دیا تھا۔

"جولیاء اس وقت کہاں ہے؟" تنویر نے پوچھا۔

"وہ ہمارے ساتھ ہی بیہوش ہوئی تھی مگر اب یہاں موجود نہیں مجرموں نے اسے یا تو علیحدہ کر رکھا ہو گا یا پھر وہ اس پر مزید معلومات کے لئے تشدد کر رہے ہوں گے۔" صفدر نے جواب دیا اس کا لہجہ بے حد سرد تھا جیسے اسے جولیاء پر تشدد کی کوئی پراوہ نہ ہو حقیقت میں جب سے اسے جولیاء کی جذباتی غلطی کا علم ہوا اس کا ذہن غصے اور جھلجھلاہٹ کا شکار ہو گیا تھا۔ ان سب کے ہاتھوں سے گھڑیاں اتار لی گئی تھیں اور ان کی جیبیں بھی خالی کر دی گئی تھیں اس لئے وہ عمران یا ایکسٹرو سے رابطہ بھی قائم نہیں کر سکتے تھے۔ وہ سب گہری سوچوں میں غرق تھے کہ اچانک وہ چونک پڑے انہیں دروازے سے باہر آوازیں سنائی دیں۔ صفدر اور کلپل تیزی سے دروازے کی طرف لپکے اور پھر انہوں نے وہاں کان لگا دیئے۔ باہر کوئی شخص جولیاء کو لے آنے کی ہدایت کر رہا تھا پھر قدموں کی آوازیں دور ہوتی چلی گئیں چند لمحوں کے سکوت کے بعد اچانک باہر ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر دوسرا ایسا ایسا محسوس ہوا جیسے دو جسم فرش پر گرے ہوں۔ وہاں ایک بار بار سکوت طاری ہو گیا۔ دس منٹ بعد ذرا دور ایک اور دھماکہ سانسائی دیا ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کسی کے سر پر لوہے کی چیز ماری گئی ہو پھر کسی کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ایک فرد دروازے کے آئینہ آگیا وہ ایک طرف ہٹ گئے اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ تنویر اس وقت سامنے دیوار سے لگا کھڑا تھا اس سے پہلے کہ

وہ کوئی حرکت کرتے ایکسو کی آواز سنائی دی۔ تو یہ اور سیکرٹ
سروس کے تمام ممبران کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے پیروں میں بم
پھٹ پڑے ہوں۔ ایکسو کے یوں اچانک اور خلاف توقع ٹھک پڑنے
سے ان کے چہرے کھل اٹھے اور پھر ایکسو کی ہدایت پر وہ سب
تیزی سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے مشین گن اٹھے جو لیا کو بیڑھیوں
کے اوپر دروازے کے قریب کھڑے دیکھا۔ دروازے کے قریب وہ
افراد کی لاشیں پڑی تھیں جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔
مستدر اور کینٹن کھیل نے یہ مشین گنیں پھینچ لیں اور پھر وہ سب
بیڑھیوں کے اوپر بے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے اسی لمحے سر
سرد کی تیز آوازیں سنائی دیں جیسے دروازے کے باہر کوئی فلولادی
گرا دی گئی ہو اور پھر میڈم باشوری کے قہقہوں سے وہ گیلی گئی
اٹھی۔ ابھی وہ حیران ہو رہے تھے کہ سفید رنگ کے گاڑے دھوئیں
سے وہ جگہ بھر لے گئی۔ یہ دھواں پوٹاشیم سائٹریٹ کا تھا قاتل زہر جس
کی معمولی سی مقدار کسی کو ہلاک کرنے کے لئے کافی تھی چونکہ اس
وقت ایکسو ان کے ساتھ تھا اس لئے ذاتی طور پر وہ سب مظلوم
کر رہ گئے تھے۔ سب کا خیال تھا کہ ایکسو کوئی مہم جو دکھائے گا اور وہ
سب رہا ہو جائیں گے مگر بلیک زیرو کا اپنا ذہن اس قاتل دھوئیں
دیکھ کر ایک لمحے کے لئے مفلوج ہو کر رہ گیا۔ اسے پوری سیکرٹ
سروس کی موت یقینی نظر آنے لگی۔ اس وقت جہاں جالوں کا فلولادی
وہاں ایکسو کا وقار بھی داؤ پر لگ گیا تھا۔ بلیک زیرو پر دوہری

داری عائد ہو گئی تھی اس نے سیکرٹ سروس کے افراد کو بھی بچانا تھا
اور وقار کو بھی۔ فیصلے کے لئے شاید چند لمحوں سے زیادہ وقت نہیں تھا
قاتل دھواں گیلیری میں چکراتا پھر رہا تھا اس کی مقدار لمحہ بہ لمحہ زیادہ
ہوتی جا رہی تھی اور وہ بے بس ہو کر رہ گئے تھے۔ بلیک زیرو کا دماغ
تیزی سے قلابازیاں کھا رہا تھا مگر کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہیں آ
رہی تھی اس لمحے اس نے سوچا کہ اگر اس کی جگہ عمران ہوتا تو کیا کرتا
کیا وہ اسی طرح بے بسی کی موت مریجاتا اور پوری سیکرٹ سروس کو بھی
بیٹ چڑھا دیتا یقیناً نہیں تو پھر آخر وہ کیا کرتا اور پھر اچانک بجلی کے
کوندے کی طرح ایک خیال اس کے ذہن میں کوندا اور اس نے ہاتھ
میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ دروازے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا
دیا۔ گولیوں کی بو پھاڑ بند دروازے پر پڑی اور گولیاں اسے چھلنی کر
کے دوسری طرف فلولادی چادر میں بھی سوراخ کرتی ہوئیں دوسری
طرف نکل گئیں۔

”دروازے پر فائرنگ کرو مسلسل“ — بلیک زیرو نے بولا
مستدر اور کھیل سے مخاطب ہو کر کہنا اور پھر چار مشین گنوں کے دہانے
شعلے اگلنے لگے اور دروازہ اور وہ چادر چند ہی لمحوں میں چھلنی ہو کر رہ
گئے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں چادر کی بجائے بڑے بڑے سوراخوں
والی جالی فٹ ہو۔

”دروازہ توڑ دو“ — بلیک زیرو نے ایک اور حکم دیا اور پھر
پوری سیکرٹ سروس نے بیک وقت دروازے پر ہلہ بول دیا۔ جس کا

بولیا، صفدر اور کیپٹن کھیل بھی کمرہ میں اتر گئے۔ بلیک زیرو ابھی تک مسلسل تین اطراف میں فائرنگ کر رہا تھا۔ اب مجرم برآمدے کی آڑ سے ان پر گولیاں برس رہے تھے مگر باڑ کی وجہ سے وہ ان کی نظروں سے چھپا ہوا تھا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ ممبر باہر نکل گئے ہوں مئے تو بلیک زیرو بڑی پھرتی سے کمرہ میں اتر گیا۔ میڈیاں اتر کر وہ دوسری طرف بھاگتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ کونٹھی کے بیرونی دہانے سے باہر نکل آیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبر غائب ہو چکے تھے پھر دوسرے اس کے کانوں میں پولیس کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے وہ سمجھ گیا کہ بے تحاشہ فائرنگ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے شاید کسی ہمسائے نے پولیس کو اطلاع کر دی تھی وہ تیزی سے گلی میں بھاگتا ہوا ایک اور کونٹھی کی پشت سے ہوتا ہوا مین روڈ پر آ گیا۔ اس نے مشین گن اپنے لبادے کے اندر چھپا لی اور پھر وہ بڑے اطمینان سے درختوں کی آڑ لیتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ پولیس کی گاڑیاں اس کے قریب سے گزرتی چلی گئیں جلد ہی وہ اپنی کار تک پہنچ گیا۔ اس نے پھرتی سے دروازہ کھولا مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹک گیا کیونکہ پھلی سیٹ پر عمران بڑے اطمینان سے بیٹھا جو غم چہا رہا تھا۔

”ہاں تو بی جیالو بارود میں چنگاری ڈال کر خود بھاگ آئی ہے۔“

عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا گو بلیک زیرو میک اپ میں تھا مگر ظاہر ہے عمران کی نظروں سے وہ کیسے چھپ سکتا تھا۔

”آپ یہاں“ — بلیک زیرو نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے

نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے ہی دھکے سے دروازہ اور پھلتی فولادی چار ٹوٹ کر دوسری طرف جا گری اور وہ سب بے تحاشہ بھاگتے ہوئے اس چوہے دان سے باہر نکل گئے گو اس وقت بھی ان کے ذہنوں پر قاتل دھوئیں کی وجہ سے ہلکی سی غنودگی چھانے لگ گئی تھی مگر تازہ ہوا فوری طور پر میسر ہونے سے انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلے اچانک ان پر گولیاں برسنے لگیں مگر سیکرٹ سروس کے ممبر بھلا ان باتوں سے کہاں گھبراتے تھے وہ سب بجلی کی سی تیزی سے مختلف آڑوں میں ہو گئے اور پھر مسلح افراد کے بھی جواب میں گولیاں برساتی شروع کر دیں۔

”کونٹھی سے باہر نکلنے کی کوشش کرو“ — اچانک ایک ایکسٹرنل آواز ان کے کانوں میں سنائی دی اور وہ بس تیزی سے بیرونی طرف سمنے لگے جلد ہی وہ برآمدے میں پہنچ گئے فائرنگ مسلسل جاری تھی مگر کہیں سے بھی کوئی چیخ سنائی نہیں دی تھی دونوں پارٹیاں پولیس سنبھالے ہوئے تھیں۔

”پشت کی طرف چلو“ — ایکسٹرنل آواز ایک بار پھر کونٹھی اور پھر صفدر کیپٹن کھیل اور جولیا نے فائرنگ سے باقی ساتھیوں کو کور دیا اور باقی لوگ تیزی سے بیرونی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ تینوں بھی آہستہ آہستہ پیچھے سمٹ رہے تھے۔ بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے باڑ کی آڑ میں موجود کمرہ کا ڈسکن اتارا اور ممبروں کو کمرہ میں اترنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب پھرتی سے کمرہ میں اترتے چلے گئے۔ ایکسٹرنل باہر رہا اور

کہا۔

"ہاں میں تمہارے دیئے ہوئے پتے پر یہاں پہنچا تھا مگر اندر سے بے تحاشہ قازنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس لئے سوائے جو تم چبانے کے اور کیا کر سکتا تھا" — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا اور پھر بلیک زبرد نے سیکرٹ سروس کے قلم میران کی گرفتاری اور پھر رہائی کا تمام حال تحصیل سے سنا دیا۔

"ہوتہ۔ اس کا مطلب ہے اب تم بلخ ہو چکے ہو" — عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا اور بلیک زبرد نے بھی تب کر کار چلانے کے لئے چابی اگیشن میں لگائی۔

"کار مت چلانا پولیس کے جانے کے بعد ہمیں میڈم ہاشوری سے نمٹنا ہے۔ میں اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زبرد نے ہاتھ روک دیا۔

"یہ میڈم ہاشوری آخر چاہتی کیا ہے" — بلیک زبرد نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور بلیک زبرد ایک بار پھر جھپک کر رہ گیا پھر اس سے پتہ کہ مزید بات ہوتی پولیس کی گاڑیاں واپس جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ میڈم ہاشوری نے شاید انہیں مطمئن کر دیا تھا۔

"تم اپنا میک اپ صاف کر لو" — عمران نے بلیک زبرد کو ہدایت دی اور بلیک زبرد نے جیب سے میک اپ باکس نکال کر چہرے

پر ایک لوشن ملنا شروع کر دیا پھر جب اس نے دستی ردال سے چہرہ صاف کیا تو میک اپ صاف ہو گیا اب بلیک زبرد اپنی اصل شکل میں تھا اس نے قریب والی سیٹ کا گدھا اٹھایا اور پھر ایک اور باکس سے کپڑوں کا جوڑا نکالا اور پھر وہ جوڑا ہاتھ میں لئے کار سے باہر نکلتا چلا گیا۔ مشین گن وہ پہلے ہی کار کے فرش پر رکھ چکا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ میڈم ہاشوری کے متعلق وہ اپنی یادداشت کرید رہا تھا مگر اسے قطعاً یاد نہیں آ رہا تھا کہ میڈم ہاشوری نام کی کسی بھرم سے وہ واقف ہے۔ اس کی الیم میں اس نام کی کوئی بھرم موجود نہیں تھی۔ جب بلیک زبرد واپس آیا تو وہ نئے لباس میں تھا پولیس کی گاڑیاں جاہلی تھیں اور کوٹھی میں اب خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"تو ظاہر" — عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کار سے اتر کر ایک کوٹھی کی طرف بڑھتے گئے کوٹھی کی پشت سے ہوتے ہوئے وہ میڈم ہاشوری کی کوٹھی کے پچھلے حصے کی طرف گال آئے۔ شام کا اندھیرا چھا چکا تھا مگر کئی بدستور سنسلاں پڑی تھیں۔ "ہم اس گھر کے دربارے باہر نکلے تھے" — بلیک زبرد نے گھر کے دہانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"گھر ایجنٹ جو ہوئے ارے بھائی جب سیدھا راستہ موجود ہو تو ضروری ہے کہ گھر میں گھسا جائے" — عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے جیب سے رسی کا گچھا نکالا جس کے ایک سرے پر مضبوط سا کپ لگا ہوا تھا اور پھر ایک ہی جھٹکے

لوگ کیا جاتا ہے۔" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "کیا مطلب؟" — وہ شاید بردکھاوے کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔
 "بھئی میں رانا طاہر احمد خان ہوں۔ یکم صاحب کی صاحبزادی کو
 پسند کرنے آیا ہوں بس فرق یہ ہے کہ بھانگ سے آنے کی بجائے
 دیوار کود کر آیا ہوں۔" — عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "ٹٹ اپ۔ زیادہ باتیں کی تو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیئے جاؤ
 گے۔ میڈم کا حکم نہ ہوتا تو میں تمہیں یہیں گولی مار دیتا پسند کرتا۔"
 اس نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"ہمیشہ کے لئے خاموش تو شادی کے بعد ہی آدمی ہوتا ہے تم یکم
 صاحب کی صاحبزادی سے میرے شادی کرا دو تمہاری یہ حسرت بھی
 پوری ہو جائے گی۔" — عمران کی زبان بھلا کہاں رکے والی تھی اس
 بار کسی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے
 ہوئے برآمدے سے ہوتے ہوئے ایک کمرے میں لے آئے اور پھر
 تلف دروازوں کے گزار کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے۔ اس
 کمرے میں دو مسلح اشخاص پہلے سے موجود تھے اور میڈم یا شوری ساہ
 رنگ کے چست لباس میں بڑی بے قراری کے عالم میں کمرے کے
 درمیان ٹہل رہی تھی۔ اس کے خوبصورت چہرے پر اس وقت شدید
 لمحے اور آنکھوں میں جھلاہٹ کے تاثرات چھائے ہوئے تھے اس
 وقت اس کی حالت بھوکی شیرنی کی طرف تھی جس کے ہاتھ سے شکار
 پھین لیا گیا ہو۔ چنانچہ جیسے ہی عمران اور بلیک زیرو اس کمرے کے

میں وہ ہب کو دیوار کی دوسری طرف پھنسا چکا تھا۔ رسی کی مضبوطی کا
 اندازہ کرتے ہی عمران کسی بندر کی طرح اس کے سارے دیوار پر
 چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دیوار پر پہنچ گیا اس نے دیوار پر لپٹ
 کر ایک نظر ڈالی اور پھر اس نے دیوار کا سرا پکڑ کر جسم نیچے لٹکایا اور
 دوسرے لمحے وہ نیچے چھلانگ لگا چکا تھا اور پھر وہ وہاں دیک گیا۔ چند
 لمحوں بعد بلیک زیرو کا سر دیوار پر ابھرا اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی اندر
 کود چکا تھا وہ رسی بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ عمران نے بڑی بھرتی
 سے رسی کا کچھا لپیٹا اور پھر اسے جیب میں ڈالتا ہوا عمارت کی طرف
 بڑھنے لگا۔ بلیک زیرو اس کے پیچھے تھا عمارت میں مکمل خاموشی چھائی
 ہوئی تھی جیسے ہی وہ دونوں برآمدے کے قریب پہنچے اچانک ایک کھلا
 سا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے دو مشین گنوں نے ان دونوں کا
 احاطہ کر لیا یہ لوگ برآمدے کے قریب بڑی جھاڑیوں کے پیچھے چھپے
 ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی عمران نے ہاتھ اٹھا دیئے اور اسے دیکھتے
 ہوئے بلیک زیرو نے بھی اس کی پیروی کی۔

"ان کی تلاشی لو۔" — ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس
 نے ان کی پشت سے آکر ان کی جیبیں ٹٹولیں اور پھر اس نے عمران اور
 بلیک زیرو دونوں کی جیبوں سے ریوالور نکال لئے۔
 "پلو آگے خبردار اگر حرکت کی۔" — تلاشی کا حکم دینے والے
 نے استغاثی کرخت لہجے میں کہا۔

"تمہارے ہاں بردکھاوے کے لئے آنے والوں کے ساتھ لی

اندر پہنچے میڈم باشوری نے دانٹوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے ایک غم
ان پر ڈالی اور وہ سرے لہجے اس کے منہ سے غراہٹ سی نکلی۔
۳۱ نہیں گولی مار دو۔ اتنی گولیاں مارو کہ ان کے جسم چھلکیں
جائیں۔ میڈم باشوری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کا علم
سننے ہی کرے میں پہلے سے موجود دو اشخاص نے بجلی کی سی تیزی سے
مشین گھنٹیں سیدھی کیں اور پھر ریگر دیتے چلے گئے۔

ہوٹل پیرا ڈانز کی دسویں منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں پرنس زید
ڈاگ کو چھوڑ کر واپس آیا اس کا رخ پارکنگ کی طرف تھا اس کا ذہن
ایک غیر معمولی سی غلط فہمی کا شکار ہو چکا تھا گو اس نے ڈاگ کے سامنے
اس کا اظہار نہیں کیا تھا مگر اب وہ بڑی شدت سے اس بارے میں
سوچ رہا تھا لگتے میں اس کے ساتھ سوار ہونے والے نوجوان کے
بارے میں وہ کھٹک گیا تھا اسے نوجوان میک اپ میں معلوم ہوا مگر وہ
ڈاگ کے سامنے اس لئے شک کا اظہار نہ کر سکا کہ اگر شبہ غلط ثابت
ہوا تو چیف پاس کے سامنے اس کی بے عزتی ہوگی اور ڈاگ کی نظروں
میں بھی وہ گر جائے گا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاگ نے تو مشن پورا کر
کے واپس چلا جانا ہے جبکہ اس نے یہیں رہنا ہے اس لئے مکمل ثبوت
کے بغیر وہ کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا یہی سوچتا ہوا وہ اپنی کار کے
پاس پہنچا اس نے جیب سے چابی نکال کر کار کا دروازہ کھولا تو وہ چونک

پڑا کیونکہ کار کی سیٹ کا گدا اسے اپنی جگہ سے کچھ کھسکا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے پھرتی سے گدا اٹھایا تو گدے کے نیچے ٹیپ سے چپاں وائرلیس ٹرانسمیٹر صاف نظر آ گیا۔ اس نے وہ آلہ اکھاڑ کر اسے بغور دیکھا اور پھر اس نے ایک ہٹن دبا کر اسے بند کر دیا اور پھر کار کا دروازہ بند کر کے آلہ جیب میں ڈالا اور دوبارہ ہوٹل کی طرف چل دیا۔ اسے اپنے شک کا ثبوت مل گیا تھا مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھا ہی لفٹ کی طرف بڑھا جس کے ذریعے وہ ڈاک کو دسویں منزل پر لے گیا تھا اس نے لفٹ ہوائے سے معلومات کیں تو لفٹ ہوائے نے بتایا کہ وہ شخص گیارہویں منزل پر اترا تھا۔ پرنس زریو دسویں منزل پر اترا سیدھا ہیڈ ویئر کی طرف بڑھا وہ ہیڈ ویئر کو ایک طرف لے گیا اور بائیں جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے اسے اس آدمی کا حلیہ بتا کر پوچھا کہ اس نے ان کے کمرے کے متعلق پوچھا تھا ہیڈ ویئر نے نوٹ خاموشی سے جیب میں ڈالا اور پھر اثبات میں جواب دیا۔

"اس کے بعد اس نے کیا کیا تھا؟" پرنس زریو نے سوال کیا۔
"کچھ نہیں وہ پوچھ کر چلا گیا البتہ اس نے مجھے ہدایت کی تھی کہ میں کسی کو نہ بتاؤں مگر آپ میرے ہوٹل کے گاہک ہیں اس لئے میں نے بتا دیا ہے۔" ہیڈ ویئر نے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔" پرنس زریو نے کہا اور پھر وہ سیدھا ڈاک کے کمرے کی طرف بڑھ گیا اس نے مخصوص انداز میں دستک دی۔

لحوں بعد دروازہ کھل گیا ڈاک غسل خانے سے نسا کر نکلا تھا۔
"کیا ہوا؟" ڈاک نے اسے اتنی جلدی واپس آتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہمیں چیک کر لیا گیا ہے۔" پرنس زریو نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"کیسے؟" ڈاک نے قدرے حقیر آمیز لہجے میں پوچھا۔
"وہ تو جوان جو ہمارے ساتھ لفٹ میں سوار ہوا تھا مجھے مشکوک معلوم ہوا تھا مگر اس وقت میں نے توجہ نہ دی تھی اب میں نے کار کا دروازہ کھولا تو مجھے کار کی سیٹ کا گدا اپنی جگہ سے ہٹا ہوا محسوس ہوا میں نے گدا اٹھایا تو اس پر وائرلیس ٹرانسمیٹر چپاں دیکھا۔" پرنس زریو نے عجیب سا وائرلیس ٹرانسمیٹر نکال کر اسے دکھاتے ہوئے کہا۔
"اسے بند کر دیا ہے۔" ڈاک نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں میں نے اسے فوراً بند کر دیا تھا میں نے ہیڈ ویئر سے معلوم کیا ہے اس نے بھی بتایا ہے کہ وہ تو جوان کمرہ نمبر پوچھ کر چلا گیا ہے۔" پرنس زریو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہمیں فوراً یہ ہوٹل چھوڑ دینا چاہئے۔" ڈاک نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے لباس بدلنا شروع کر دیا۔

"میں حیران ہوں کہ آپ کے متعلق انہیں علم کیسے ہو گیا۔" پرنس زریو نے بیہوشانہ لہجے میں کہا۔

راز بھی یہی تھا کہ وہ براہ راست اور تیز کام کرنے کا عادی تھا۔ وہ بے
دھڑک دشمن تک پہنچ جاتا تھا۔ گنگ روڈ پر وہ اتر گیا اور پھر تیسرے دیکھا
ہوا وہ عمران کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ میڑھیاں چڑھتا ہوا وہ
دروازے پر پہنچا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد
دروازہ کھلا اور سلیمان کی شکل نظر آئی۔

”فرمائیے“ — سلیمان نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے
قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”علی عمران سے ملتا ہے“ — ڈاگ نے سپاٹ لہجے میں جواب
دیا۔

”صاحب موجود نہیں ہیں“ — سلیمان نے بے رخی سے جواب
دیا اور پھر دروازہ بند کرنے لگا تھا کہ ڈاگ کا ہاتھ اچانک حرکت میں
آیا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا برف کیس پوری قوت سے سلیمان
کے چہرے پر پڑا اور سلیمان ایک چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔ ڈاگ پھرتی
سے اندر داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اب اس کے ہاتھ
میں ریوالتور چمک رہا تھا۔ سلیمان ناک پکڑے لڑکھڑاتا ہوا اٹھا۔ اس کی
ناک سے خون نکل رہا تھا۔

”بلدی بتاؤ عمران کہاں ہے“ — ڈاگ نے غراتے ہوئے کہا۔
”مم۔ مجھے معلوم نہیں“ — سلیمان نے بھیجی ہوئی آواز میں
جواب دیا۔ ڈاگ نے بیگ ایک بار پھر سلیمان کے سر پر دے مارا اور
سلیمان اٹھل کر دو قش دور جا پڑا۔

”یہ باتیں بعد میں سوچیں گے پہلے ہمیں ان کے دائرہ علم سے لگنا
چاہئے۔ تم جاؤ میں خود ہی نکل جاؤں گا اور نئے ہوٹل میں پہنچ کر تم
سے رابطہ قائم کروں گا ہمارا اکٹھے باہر نکلنا غلط ہو گا“ — ڈاگ نے
قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے میں چلتا ہوں“ — پرنس زیدو نے کہا اور تیزی
قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ڈاگ نے لباس بدلا پھر
اس نے میک اپ باکس نکال کر چہرے کو بدل دیا۔ ماضی میں وہ میٹرو
سیاہ چشمہ لگا کر اس نے بیگ اٹھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔
اس نے میڈوینر کو تلاش کیا مگر میڈوینر اس وقت وہاں موجود نہیں تو
اس کا رخ میڑھیوں کی طرف تھا وہ لٹ کی طرف چلن بوجھ کر گلی
گیا میڑھیاں اترتا ہوا وہ ہال میں آیا اور پھر ہال کے مین گیٹ کی طرف
سے نکلنے کی بجائے وہ بیگ ڈور کی طرف بڑھ گیا جو ایک تنگ گلی میں
لگتا تھا۔ گلی سے نکل کر وہ سڑک پر پہنچ گیا اس نے ایک نظر اچلی پٹ
پر گلی میں دیکھا مگر وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اطمینان سے
دائیں طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے ٹیکسی روکی اور اسے سپر ریڈیو
کو کہا۔ وہ اب فوری طور پر حرکت میں آ جانا چاہتا تھا اور اس لیے
میں اس کا طریقہ کار انتہائی سادہ تھا۔ وہ براہ راست وار کرنے کا عادی
تھا۔ پرنس زیدو سے اسے عمران کے فلیٹ کا پتہ معلوم ہو گیا تھا اس
لئے اس نے اب سیدھا فلیٹ پر جانے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ وہ براہ
راست کام کر کے اپنا مشن پورا کر سکے۔ اس کی اب تک کامیابی

”جو میں پوچھ رہا ہوں فوراً بتا دو۔ ورنہ میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا۔“ ڈاگ نے بیک ایک صوفے کی طرف اچھال کر خود سلیمان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم نہیں۔ صاحب مجھے بتا کر نہیں جاتے۔“ سلیمان نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خون سے سرخ ہو رہا تھا۔

”پھر ٹھیک ہے۔ تم چھٹی کدو میں خود اس کا بیس بیٹھ کر انتظار کروں گا۔“ ڈاگ نے جیب سے ساٹلیئر نکال کر ریو الور کی بل کی چڑھاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ ڈاگ کو ساٹلیئر چڑھاتے دیکھ کر سلیمان کے ہوش اڑ گئے۔ اسے ڈاگ کے لہجے سے محسوس ہوا تھا کہ وہ بغیر کسی جھجک کے اسے گولی مار دے گا۔ اس نے سوچا کہ ایسے مجرم کو کسی طریقے سے قابو کرنا چاہیے۔ اب تک وہ ہوش میں رہ کر مار کھا گیا تھا مگر عمران کے ساتھ رہتے رہتے اسے ایسے موقعوں پر ہوش سے کام لینے کی سمجھ آ گئی تھی چنانچہ وہ اٹھا اور پھر اس نے گھسیٹتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یقین کریں جناب مجھے قلعہ علم نہیں کہ اس وقت وہ کہاں ہیں گے ورنہ میں ضرور آپ کو بتا دیتا۔“ سلیمان نے باقاعدہ ڈاگ کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے فوراً بتاؤ کہ عمران کہاں ہے اور کس وقت واپس آئے گا۔“ ڈاگ نے اسی طرح اطمینان سے سائبر کی چوڑیاں کتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مکر۔“ سلیمان کے لہجے میں ہچکچاہٹ تھی۔

”اگر مکر کچھ نہیں۔ میں تمہیں صرف دس سیکنڈ دیتا ہوں۔ اگر تم نے سچ بول دیا تو ٹھیک ورنہ گولی تمہارا قصہ پاک کر دے گی۔“ ڈاگ نے ریو الور کا رخ سلیمان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”سچ۔ جناب۔“ سلیمان نے کچھ کہنا چاہا۔

”ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔“ ڈاگ نے باقاعدہ کتنی شروع کر دی۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ رک جائیے۔“ سلیمان نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”جلدی بتاؤ اور سنو میرے ساتھ دھوکا کرنے کا تصور بھی نہ کرنا۔ میں ایسے معاملے میں بڑا ظالم واقع ہوا ہوں۔“ ڈاگ نے لہجے کو تلخ بناتے ہوئے کہا۔

”سچ۔ جناب۔ صاحب ایک آدمی کو لے کر آئے تھے اور نچلے تر خانے میں اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ایک گھنٹے تک انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے اور نہ کسی کو یہاں آنے کے متعلق بتایا جائے۔“ سلیمان نے یوں جواب دیا جیسے وہ انتہائی مجبوری اور جان کے خوف کی بنا پر سب کچھ بتا رہا ہو۔

”ہو نہ۔ کہاں ہے وہ تر خانہ۔“ ڈاگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔“ سلیمان ایک بار پھر جھجکتے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ مت بتاؤ میں خود تلاش کر لوں گا۔ مگر تم چھٹی کرو۔" ڈاگ نے ریوالور کے ٹریگر پر انگلی رکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں جناب۔" سلیمان نے پھر ہاتھ ہولتے ہوئے کہا۔

"میرے پیچھے آئیے۔" سلیمان نے کہا اور پھر وہ دڑک ڈرائنگ روم سے ہوتا ہوا کچن کے ساتھ کیلری میں جانے لگا۔

"کیلری کے آخر میں بند جگہ پر پہنچ کر اس نے دیوار پر لگی ہوئی ایک کھوئی کو ہاتھ سے نیچے کیا تو دیوار اپنی جگہ سے کسی تختے کی طرح ایک طرف ہٹی چلی گئی۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے صاف جاتی نظر آ رہی تھیں۔ ان سیڑھیوں کے انتہام پر تھم جانے کا دروازہ ہے۔" جناب نے سرگوشان لہجے میں ڈاگ سے مخاطب ہو کر

کہا اور ڈاگ نے جواب میں ریوالور کا دست پوری قوت سے اس کے سر پر دے مارا۔ سلیمان ہلکی سی چیخ مار کر دھڑام سے فرش پر گرا اور بیہوش ہو گیا۔ ڈاگ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر یہی احتیاط سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ جب وہ کافی نیچے چلا گیا تو اچانک سلیمان نے آنکھ کھولی اور پھر وہ یوں پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا جیسے اسے سرے سے چوٹ ہی نہ لگی ہو۔ اس نے اٹھ کر پوری قوت سے کھوئی کو اوپر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کھوئی کے درمیان میں لگے ہوئے کس کو تین چار بار زور سے اندر کی طرف دھپایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے

اپنا سر پکڑ کر لڑکھڑاتا ہوا کچن کی طرف آیا۔ اس نے واش سین میں اپنا سر دے کر ٹوٹی کھول دی۔ پانی کی دھار مسلسل اس کے سر پر پڑنے لگی۔ چند لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا۔ اس کی ٹانگ سے بننے والا خون بند ہو گیا تھا البتہ سر پر جہاں ریوالور کا دست پڑا تھا ایک اور سر ضرور نمودار ہو گیا تھا۔ گو درد کے مارے اس کا سر پھٹا جا رہا تھا مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اسے اطمینان تھا کہ اس نے مجرم کو آخر کار زیر کر ہی لیا۔ سر کو دو چار جھٹکے دینے کے بعد جب درد میں قدرے التھاق محسوس ہوا تو وہ دوبارہ اس کیلری کی طرف بڑھا۔ اس نے کھوئی کو زور سے نیچے کی طرف دھپایا۔ دیوار دوبارہ ایک طرف ہٹ گئی اور پھر سفید رنگ کا دھواں سا یا ہر نکلنے لگا۔ یہ بیہوش کرنے والی گیس تھی جس کا تعلق کھوئی کے درمیان میں لگے ہوئے کس سے تھا۔ کس ہاتھ سے گیس کافی مقدار میں سیڑھیوں اور نچلے کمرے میں جو شور تھا پھیل جاتی تھی۔ گیس اتنی دواثر تھی کہ چند لمحوں میں سیڑھیوں اور شور میں موجود جاندار کو بیہوش کر دیتی تھی۔ یہ تمام انتظام عمران نے کیا تھا تاکہ اگر اس کی عدم موجودگی میں کسی کو قابو کرنا ہو تو سلیمان اسے شور میں لاکر بیہوش کر سکے۔ گیس نکل جانے کے بعد سلیمان آگے بڑھا اور پھر اس نے جھانک کر نیچے دیکھا۔ ڈاگ دروازے کے قریب بے ہوش پڑا تھا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف گر گیا تھا۔ اس کی بیہوشی کا اطمینان کر لینے کے بعد سلیمان نیچے اترآ۔ اس نے سب سے پہلے ریوالور کو اپنے قبضے میں کیا اور پھر ڈاگ

کو بازو سے پکڑ کر اوپر تھینے لگا۔ ڈاگ خامے بھاری جسم کا مالک تھا اس لئے سلیمان کو اسے کھینچنے میں دانتوں پھیند آگیا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح وہ اسے اوپر تھینٹ لایا۔ ڈرائنگ روم کے پچھلے کمرے میں لا کر اس نے اسے لٹا دیا اور پھر الماری سے ٹائیلوں کی مضبوط رسی لا کر اس نے اس کے ہاتھ پاؤں اور باقی جسم بڑی مضبوطی سے پابند دیا۔ اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی اور پھر جیب سے بیڑا نکال کر اس نے اس میں موجود نوٹ نکال کر اپنی جیب میں ڈالے اور بیڑا ایک طرف رکھ دیا۔ وہ بڑے اطمینان سے یہ سب کام کر رہا تھا۔ اس نے کچن سے پانی کا جگ بھرا اور لا کر اس نے ڈاگ کے جھڑے بھیج کر اس کا منہ کھولا اور پانی اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔ جب کچھ پانی حلق سے نیچے اتر گیا تو باقی پانی اس نے ڈاگ کے سر پر ڈال دیا۔ جس گیس سے ڈاگ بے ہوش ہوا تھا اس کا تریاق پانی ہی تھا۔ پانی پڑے ہی ڈاگ نے کھسکا کر آنکھیں کھول دیں۔ پھر اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی مگر سلیمان نے اسے اس طرح پابند رکھا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکا۔

”تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ میں تمہیں ایسی موت ماروں گا کہ تمہاری روح بھی کانپ اٹھے گی۔“ ڈاگ کے لیے میں نفرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی شامل تھا۔

”میری روح تو اس وقت کانپ اٹھی تھی جب تم نے میرے ٹاک پر بیگ اور سر پر ریوالور کا دستہ مارا تھا مسٹر۔ مگر اب جو کچھ میں

تمہارے ساتھ کرنے والا ہوں اس سے تمہاری ہی کیا تمہارے آباؤ اجداد کی روحیں بھی کانپ اٹھیں گی۔“ سلیمان نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اور پھر وہ کچن کی طرف مڑ گیا۔ آج پہلی بار اس نے ایک ایسے مجرم کو قابو کیا تھا جس نے اس پر بے تحاشہ تشدد کیا تھا اور وہ عمران کے آنے سے قبل اپنا بدلہ چکانا چاہتا تھا۔ اس نے کچن میں آ کر چھری اٹھائی۔ اسے ایک پتھر پر بڑے اطمینان سے تیز کیا اور پھر چھری ہاتھ میں لے کر دوبارہ اس کمرے میں آگیا جہاں ڈاگ بندھا ہوا تھا۔ ڈاگ آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جب اس کے ہاتھ میں چھری دیکھی تو اس کے چہرے کے رنگ بدلنے لگے۔

”تم کیا کرنا چاہتے ہو۔“ ڈاگ کے لیے میں خوف کا عنصر شامل ہو گیا تھا۔

”کچھ نہیں۔ بس پہلے میں تمہارے ٹاک کو درمیان سے چروں گا پھر تمہارے دونوں کان آٹھ آٹھ کلٹ دوں گا پھر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیاں کانوں گا اور پھر تمہارے پیروں کے انگوٹھوں کا بھی یہی حشر کروں گا۔ اس کے بعد تمہارے سینے پر تین انچ گہرا زخم ڈال کر اس میں سرخ مرہیں بھر دوں گا اور بس۔“ سلیمان نے یوں اطمینان سے جواب دیا جیسے وہ ڈاگ کے جسم کی مالش کرنا چاہتا ہو۔

”نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ ظلم ہے۔“ ڈاگ اس کا اطمینان اور بے حس دیکھ کر چیخ پڑا۔

”ارے تم ابھی سے گھبرا گئے۔ ابھی تو میں نے کیا ہی کچھ

تیس۔۔۔ سلیمان نے ہتے ہوئے چھری اس کی ناک کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میں زور سے چیخوں گا اور باہر کے لوگ اندر آ جائیں گے۔“
ڈاگ نے خوف کے مارے کانپتے ہوئے کہا۔

”پھر پہلے میں تمہاری زبان کاٹ دیتا ہوں۔ ویسے تم گھبراؤ مت۔ یہ
کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ میرا صاحب کچے کام نہیں کیا کرتا۔ وہ اس
کمرے کو مجرموں سے پوچھ گچھ کے لئے استعمال کرتا ہے۔“ سلیمان
نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیز چھری کی نوک
ڈاگ کی ناک پر رکھی اور ایک تیز جھٹکا دیا اور ڈاگ کے منہ سے بے
اختیار کمرہ چھیں نکلنے لگیں۔ اس کی ناک کی ہڈی درمیان سے پھٹی
چلی گئی تھی اور خون تیزی سے باہر نکلنے لگا۔ وہ بری طرح صراہا رہا
تھا۔ مگر سلیمان بڑے اطمینان سے خون آلود چھری ہاتھ میں لئے اسے
دیکھ رہا تھا جیسے اپنی فنکاری کی داد وصول کرنا چاہتا ہو۔ اس وقت
ایک بے رحم قصائی معلوم ہو رہا تھا۔

”تت۔ تم کیا چاہتے ہو۔“ ڈاگ نے بے بسی سے ہلکیاں لیتے
ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ صرف صاحب سے اپنی فنکاری کی داد وصول کرنا
گا۔“ سلیمان نے جواب دیا اور اس کی چھری ایک بار پھر حرکت
میں آئی اور ڈاگ کے دائیں کان کی لو کھٹی چلی گئی۔ ڈاگ ایک بار پھر
پھڑکنے لگا۔ اس بار وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ ایک شخص بغیر کسی

منہ کے اس پر تشدد کر رہا تھا۔ چند لمحے پھڑکنے کے بعد وہ بیہوش ہو
گیا۔ سلیمان کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آنے کے لئے اٹھائی تھا کہ
کل نکل بیچنے کی آواز سنائی اور سلیمان چونک پڑا۔

”یہ کون ٹپک پڑا اس وقت۔ ابھی تو میں نے بہت سا کام کرنا
ہے۔“ سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کل نکل کی آواز ایک بار
پھر سنائی دی اور اس بار وہ مسلسل بج رہی تھی۔ سلیمان کو اب مجھورا
جانا پڑا۔ اس نے چھری ایک طرف رکھی اور پھر بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا ایک زوردار دھماکہ سے
دروازہ اندر کی طرف کھلا اور دوسرے لمحے اس کے سر پر زوردار
ضرب لگی اور وہ الٹ کر پیچھے جا گرا۔ اس بار واقعی وہ بیہوش ہو چکا
تھا۔ اس کے کرتے ہی دو آدمی بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔
انہوں نے بڑی پھرتی سے بیہوش ڈاگ کے جسم کو رسیوں سے آزاد کیا
اور اسے اٹھا کر کاندھے پر لا دیا۔

”یہ تو کافی لمبی ہے۔“ ایک نے دوسرے سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”ہاں۔ زخموں کی وجہ سے بیہوش ہو چکا ہے۔ جلدی سے باہر نکلو
کوئی آنے جائے۔“ دوسرے نے کہا اور پھر اس نے ڈاگ کا
بریف کیس اور ریو الوور بھی اٹھا لیا اور ڈاگ کو کاندھے پر لاوے
دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ سلیمان بدستور دروازے کے قریب
بیہوش پڑا رہ گیا۔

ٹائیگر عمران سے ہدایت ملے ہی تیزی سے ہوئی اور وہ لڑکی کی طرف
کار دوڑانے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ ہوٹل کے کپڑوں میں داخل ہوا
کیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور اتر کر تیز قدم اٹھاتا ہوا
گیٹ کی طرف چل پڑا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھا کلوٹر کی
طرف بڑھا۔ مجھے دسویں منزل روم نمبر بارہ میں مسٹر جارج سے بات
کرنی ہے۔ ذرا انہیں فون پر کنکٹ کریں۔ ٹائیگر نے کلوٹر
موجود لڑکی سے بڑے سودھانہ لہجے میں کہا۔

”روم نمبر بارہ میں مسٹر جارج نہیں بلکہ مسٹر آسٹن رہائش پذیر
ہیں۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ مسٹر آسٹن نے مجھے میرا دماغ کیسا ہے۔ ہمیں ہمیں
جاتے ہیں۔“ ٹائیگر نے اداکاری کرتے ہوئے پیشانی پر ہاتھ مارنے
ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں جناب۔ مسٹر آسٹن کو آپ کا کیا نام بتاؤں۔“ لڑکی
نے کاروباری انداز میں پوچھا۔
”جاگور۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”لڑکی نے ٹیلی فون سیٹ اپنی طرف کھینچا اور پھر اس نے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ رسیور اٹھائے کھڑی رہی پھر
اس نے رسیور کریڈل پر رکھ کر ایک اور سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور
ایک نمبر دیا۔

”ایس دسویں منزل۔“ دوسری طرف سے آواز ابھری۔

”روم نمبر بارہ کو چیک کرو۔ وہاں سے کوئی رسیور نہیں اٹھا رہا
جب کہ میرے پاس چابی نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مسٹر آسٹن
کمرے میں موجود ہیں۔“ لڑکی نے کہا۔

”میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔“ دوسری طرف سے جواب ملا
اور لڑکی نے مٹن آف کر دیا۔

”شاید مسٹر آسٹن سوئے ہوئے ہیں۔“ لڑکی نے الجھے ہوئے
لہجے میں کہا۔

”پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا ہر بجے کی آواز سنائی
دی اور لڑکی نے مٹن دبا دیا۔

”مس۔ روم نمبر بارہ خالی پڑا ہے۔ مسٹر آسٹن جا چکے ہیں کمرے
میں ان کا ٹیک بھی موجود نہیں ہے۔“ دوسری طرف سے کسی
نے کہا اور لڑکی نے مٹن آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر پریشانی کے

آٹار مکمل طور پر نمایاں ہو گئے تھے۔

"کمال ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو مسٹر آسٹن آئے ہیں۔ پھر وہ کہاں چلے گئے۔ انہوں نے ایک ہفتے کے لئے کرایہ بھی ایڈوائس بتا کر دیا تھا۔" لڑکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں وہ ایسا ہی کرتا ہے آجائے گا۔ اچھا وہ آئے؟" اسے کہنا کہ تمہارا دوست جاگور آیا تھا وہ مجھے خود ہی فون کر لے گا۔" ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے مڑ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جرم ہوٹل سے جا چکا ہے۔ اب یہاں ٹھہرنا فضول تھا چنانچہ وہ ہوٹل سے باہر نکلا اور پھر سیدھا اپنی کار کی طرف بڑھا وہ اب صبح سے پہلے عمران کو رپورٹ دینا چاہتا تھا چنانچہ وہ سیدھا کار دوڑائے اپنے فلیٹ کی طرف جانے لگا۔ دن دے کی وجہ سے اسے عمران کے فلیٹ کی طرف سے ہو کر جانا تھا۔ ابھی اس کی کار عمران کے فلیٹ سے کافی دور تھی کہ اس نے ایک ٹیکسی کو فلیٹ کے سامنے رکتے دیکھا اور ایک کیم کیم نوجوان ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے اترے اور پھر سیڑھیاں چڑھا کر اوپر چلا گیا۔ ٹائیگر نے کار ایک طرف روک دی وہ دیکھا چاہتا تھا کہ ٹیکسی سے اتر کر عمران کے فلیٹ میں جانے والا کون ہے۔ ہاتھ میں بریف کیس کی وجہ سے اسے کچھ شک گزرا تھا۔ ٹائیگر وہاں کافی دیر تک رکا رہا مگر وہ نوجوان نیچے نہ اترے۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد ٹائیگر نے سوچا کہ وہ خود جا کر صورت حال معلوم کرے کہ اچانک ایک کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی عمران کے فلیٹ کے سامنے رکی اور

اس میں سے دو نوجوان پھرتی سے نیچے اترے۔ ٹائیگر ان کی شکلیں دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ وہ چہرے مہرے سے زیر زمین دنیا کے افراد نظر آرہے تھے۔ دونوں کار سے اتر کر اوپر چڑھتے چلے گئے اور تقریباً دس منٹ بعد جب وہ نیچے اترے تو ٹائیگر نے دیکھا کہ انہوں نے کاندھے پر اسی نوجوان کو اٹھایا ہوا تھا جو ان سے پہلے اوپر گیا تھا اس نوجوان کا چہرہ خون سے تر تھا اور ایک کان بھی کٹا ہوا تھا جس سے لہو کرتا ہوا صاف محسوس ہو رہا تھا۔ انہوں نے بیہوش آدمی کو انتہائی پھرتی سے کار میں ڈالا اور دوسرے لمحے ان کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر نے خاموشی سے کار ان کے پیچھے لگا دی۔ وہ حیران تھا کہ اگر عمران فلیٹ میں موجود تھا تو یہ دونوں انتہائی آسانی سے پہلے جانے والے آدمی کو لے آئے میں کیسے کامیاب ہوئے اور اگر وہ فلیٹ میں موجود نہیں تھا تو پھر اس نوجوان کی یہ حالت کس نے کی۔ سلیمان کو وہ اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اتنے کیم کیم آدمی کا یہ حشر کر سکتا ہے۔ بہر حال وہ بڑے محتاط انداز میں کار کا تعاقب کر رہا تھا۔ بھروسوں کی کار جلد ہی ایک مصفاقی کالونی ریڈ ہاؤس میں داخل ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد ایک سرخ رنگ کی کوٹھی میں داخل ہو کر اس کی گھروں سے او جھل ہو گئی۔ ٹائیگر نے کار ایک طرف آڑ میں روکی اور بار بار اتر کر اس کو ٹھکی کی پشت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ ان لوگوں کو پوری طرف چیک کرنا چاہتا تھا کیونکہ یہ تمام چکر عمران کے فلیٹ میں ہلا تھا اس لئے وہ سمجھتا تھا کہ عمران کو اس سے پوری پوری دلچسپی ہو

مگر جب مجھے صورت حال کی نزاکت کا احساس ہوا تو میں نے فوراً دو آدی بھیجے۔ بس ان کے پہنچنے تک سلیمان کا وار چل چکا تھا۔ پرس زید رہا تھا۔

”ہاں۔ واقعی اگر وہاں ٹرانسمیٹر نہ ہوتے تو وہ وحشی آدی آج مجھے قتل کر دیتا۔“ ڈاک نے جواب دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے مسٹر ڈاک؟“ پرس زید نے پوچھا۔
”میں عمران کو ہر قیمت پر ٹریس کرنا چاہتا ہوں تاکہ ریڈ زید قاتل مہمل کر سکوں۔ میں جلد از جلد ہر کام کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے چیف پاس شلاک کے پاس پہنچنا ہے۔“ ڈاک نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ڈاک۔ ایک نیا سلسلہ سامنے آیا ہے۔ چیف پاس کا پیغام تھا کہ اس کی ایک اور ایکٹ میڈم پاشوری بھی اس ملک میں کام کر رہی ہے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو بتا دوں کہ آپ نے اسے اسٹ کرنا ہے۔“ پرس زید نے یوں کندھے جھٹک کر کہا جیسے اسے یہ بات ہلک یاد آگئی ہو۔
”میڈم پاشوری۔ وہ یہاں ہے۔“ ڈاک نے بات سن کر بری لگتا چمک پڑا۔

”اس سے رابطہ قائم کرنے کے لئے کوڈ نمبر بھی دیا گیا ہے ابھی اس میں نے رابطہ قائم نہیں کیا۔“ پرس زید نے کہا۔
”ٹرانسمیٹر لاؤ۔ جلدی یہ معاملہ کچھ زیادہ ہی اہم نظر آتا ہے۔ چیف

گئی۔ کوٹھی کی پشت پر پہنچ کر وہ ایک لمبے کے لئے رکا اور پھر کوٹھی کی چھوٹی سی دیوار اس نے ایک ہی چپ میں کراس کر لی۔ اندر پائیں بلانچ کی آڑ میں وہ کچھ دیر چھپا رہا پھر بڑے محتاط انداز میں رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ کوٹھی کی پشت پر ایک کھڑکی موجود تھی۔ اس نے کھڑکی کے پٹ پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا تو کھڑکی کھلتی چلی گئی۔ اندر اندر تھا۔ ٹائیگر نے ایک لمبے کے لئے توقف کیا اور پھر اچھل کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہ نواکت تھا۔ وہ بچوں کے بل چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تو دوسری طرف اسے آوازیں سنائی دیں۔ اس نے دروازے کو ذرا سا دھکیلا اور جھری سے آنکھ لگا دی۔ دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ تھا جہاں اس وقت چار آدی موجود تھے۔ کوٹھی تو اب بھی اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا اور ایک آدی اس کے زخموں پر مرہم لگا رہا تھا۔

”بہت خوفناک ملازم تھا عمران کا۔ پرس زید۔“ زخمی لہجہ سے نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے سیک اپ ہٹ چکا تھا اور ٹائیگر پہچان چکا تھا کہ وہ ڈاک تھا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے نشان صاف نظر آرہے تھے۔

”مسٹر ڈاک۔ شکر ہے ہمیں یہ وقت علم ہو گیا تھا۔ ہم نے عمران کے فلیٹ میں ٹرانسمیٹر نصب کر رکھے ہیں۔ انہوں نے کام دے دیا۔ پہلے تو ہم سلیمان پر آپ کے تشدد کی آواز سنتے رہے مگر پھر خاموشی بنا گئی۔ اس کے بعد آپ کی آواز سنائی دی۔ ہم شش و پنج میں پڑ گئے

Hi Love
3338445693
for love

عمران تو جان بوجھ کر میڈم باشوری تک پہنچا تھا تاکہ وہ اس کا مقصد بیان سکے مگر یہاں تو معاملات یک دم اس کی توقع کے برعکس نکلے۔ میڈم باشوری سیکرٹ سرورس کے ممبران کے فرار سے بری طرف متسل ہو چکی تھی اس لئے اس نے بغیر سوچے سمجھے عمران اور بلیک زیرو کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ میڈم باشوری کا حکم سنتے ہی مشین گن برداروں نے مشین گنوں کے رخ ان دونوں کی طرف کئے اور پھر ٹریگر دبا دیئے۔ چار مشین گنیں بیک وقت شعلے اگلنے لگیں۔ ظاہر تو عمران اور بلیک زیرو کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس باقی نہیں رہا تھا مگر وہ عمران ہی کیا جو اتنی جلدی مار کھا جائے۔ اس نے میڈم باشوری کا حکم سنتے ہی اچانک چھلانگ لگائی اور وہ اڑتا ہوا میڈم باشوری کی پشت پر جا پہنچا۔ اوہر بلیک زیرو نے اس کے الٹ حرکت کی۔ اس نے قلابازی لگائی اور سائیڈ میں کھڑے ہوئے مسلح شخص کو

پاس دو ایکٹ صرف ایک فائل کے لئے نہیں بھیج سکتا۔" — ڈاک نے کہا اور پرنس زیرو نے اپنے ساتھی کو ٹرانسمیٹر لانے کے لئے کہا۔ "چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پہنچ گیا۔ پرنس زیرو نے کوڈ نمبر ملایا اور پلو بن دیا دیا۔ مگر رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ دوسری طرف سے صرف ساتھی سائیں کی آوازیں ہی سنائی دیتی رہیں۔

"کوئی گڑبڑ ہے۔ میڈم باشوری اتنی لاپرواہ نہیں ہو سکتی۔" — ڈاک نے کہا۔ "پھر اب کیا کیا جائے؟" — پرنس زیرو نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"ہمیں میڈم باشوری کے پاس چلنا چاہئے۔ اس کا ہتھکڑیا ہے۔" — ڈاک نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کا ہینڈ کوآرڈر لالہ زار کالونی میں کوٹھی نمبر ایک میں ہے۔" — پرنس زیرو نے جواب دیا۔

"چلو چلیں۔" — ڈاک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پرنس زیرو بھی خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہائیگر تیزی سے واپس مڑا اور پھر پائیں باغ سے ہوتا ہوا دروازہ پر گیا۔ گلی سے ہوتا ہوا وہ سڑک پر آگیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کار کی طرف بڑھنے لگا۔

بجلی کی سی تیزی سے تھکیت کر آگے کر دیا دوسرے ہاتھ سے اس سے
مشین گن سنبھال لی تھی وہ شخص دھکا کھا کر اچانک عین اس جگہ پہنچ
گیا جہاں پہلے بلیک زیرو موجود تھا اور گولیوں نے اسے اپنا ہدف بنا لیا۔
بلیک زیرو نے بغیر وقت ضائع کئے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں
جو اب اپنی مشین گنوں کا رخ اس کی طرف کر رہے تھے گولیوں کی
زد میں آگئے اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے میڈم باشوری کے
گلے میں بازو اٹھا اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے کس لیا
اب وہ بے بس ہو چکی تھی۔ عمران کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ
پھر پھرا بھی نہ سکی۔ بلیک زیرو نے گولیاں چلاتے ہی اچانک چھٹا
لگائی اور گولیوں کی اس بوچھاڑ سے بچ گیا جو تیسرے آدمی نے چلا
تھیں بلیک زیرو نے سائیڈ میں ہوتے ہی ایک اور قلابازی لگائی اور اس
بار اس کی مشین گن سے نکلی ہوئی گولیاں تیسرے آدمی کو بھی ہٹ
گئیں۔ اب میدان صاف تھا چنانچہ بلیک زیرو نے مشین گن کا سا
میڈم باشوری کی طرف کر دیا۔

"اور کتنے آدمی ہیں یہاں" — عمران نے گروٹ میں پڑے
ہوئے بازو کو سخت جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہاں کوئی آدمی نہیں ہے" — میڈم باشوری نے بچے
بچنے لہجے میں کہا۔

"ظاہر تم دروازے کے باہر مورچہ سنبھال لو جو آئے گولی سے الٹا
دینا میں ذرا محترمہ کا مزاج پوچھ لوں" — عمران نے بڑے سمجھا

لہجے میں کہا اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ بلیک زیرو کے جسم
میں سردی کی لہر دوڑ گئی وہ پھرتی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔
عمران نے اچانک جھٹکا دے کر میڈم باشوری کو ایک طرف کیا اور پھر
جھک کر جراب کے ساتھ بندھا ہوا خنجر کھینچ لیا۔ میڈم باشوری دھکا
کھاتے ہی تیزی سے اچھلی اور دوسرے لہجے اس نے بھی پھرتی سے
ریوالور نکال لیا۔ یہ چھوٹا سا ریوالور تھا مگر عمران جانتا تھا کہ کتنا
خطرناک ہے اس سے واقعی قلعہ کی ہوئی تھی کہ اس نے میڈم باشوری
کی سلاخی نہیں لی تھی۔ میڈم باشوری نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر
عمران پر گولی چلا دی۔ عمران کے پاس اب سنگ آرٹ دکھانے کے
نظامہ اور کوئی چارہ نہیں تھا لہذا اس نے اچھل کر شروع کر دی۔
میڈم باشوری کی ایک گولی بھی اسے نہ چھو سکی اور چند لمحے بعد ریوالور
سے شمس کی آواز سنائی دی اور میڈم باشوری کی آنکھیں حیرت اور
خوف کے مارے پھیلی چلی گئیں۔ اس نے آج تک ایسا انسان نہیں
دیکھا تھا جو گولیوں سے اس طرح بچ جاتا ہو وہ ذہنی طور پر بری طرح
خوف زدہ ہو چکی تھی۔ جب اس کا ریوالور خالی ہو گیا تو اس نے ڈھیلے
ہاتھوں سے ریوالور پیچٹک دیا اور بت بنی کھڑی رہی۔

"ہاں تو محترمہ اب کیا خیال ہے میں آپریشن شروع کروں" — عمران
نے اس کے قریب آتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"الگ۔ کیسا آپریشن" — میڈم باشوری ذہنی طور پر مکمل طور
پر ماؤٹ ہو چکی تھی۔ عمران نے اچانک اپنے خنجر والے ہاتھ کو حرکت

دی اور میڈم باشوری کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عمران کے بھروسے
میڈم باشوری کی گردن پر ایک لکیری ڈال دی تھی۔

”معمولی سے دباؤ سے تمہاری گردن اس طرح کٹ جاتی جس طرح
تار سلیں کو کاٹ ڈالتی ہے“ — عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔
”تت۔ تم کیا چاہتے ہو“ — میڈم باشوری نے گردن پر ہاتھ

رکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام“ — عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”باشوری“ — میڈم باشوری نے جواب دیا اور عمران کے ذہن
میں کوئٹہ سا پکا۔ میڈم باشوری کے متعلق وہ اچھی طرح جانتا تھا اب
اسے احساس ہوا کہ معاملات بہت گہرے ہیں۔ میڈم باشوری وقتی طور
پر مائل ہے مگر ہوش میں آتے ہی وہ لوہے کا چننا ثابت ہوگی اس لئے

اس نے دوسرا لفظ کہنے کی بجائے اپنے دوسرے ہاتھ کو بھلی کی سی تیزی
سے حرکت دی اور اس کی گھڑی پھیلی پوری قوت سے میڈم باشوری

کی کپٹی پر پڑی اور میڈم باشوری لہراتی ہوئی نیچے گرنے لگی۔ عمران
نے فوری طور پر اسے سنبھال لیا اور پھر اسے نیچے لٹا دیا اور خود بلیک

زیر کو بلانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھنے لگا ہی تھا کہ اچانک
کلائی پر ضربیں لگنے لگیں عمران نے چونک کر گھڑی کا ونڈ بٹن دبا

ڈائل پر سبز رنگ کا غلط پکتنے لگا وہ سمجھ گیا کہ ٹائیکر کی کال ہے اس
نے بٹن کو مخصوص انداز میں مزید دبایا۔

”بس عمران پسکنگ۔ اور“ — عمران نے گھڑی کو مت سے لگا

کر کہا۔

”ٹائیکر فرام دس اینڈ“ — دوسری طرف سے ٹائیکر کی آواز

سنائی دی۔

”رپورٹ۔ اور“ — عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ٹائیکر

نے پوری تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے میں ان کے استقبال کے لئے تیار ہوں“ — عمران

نے جواب دیا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ پھر اس نے دروازہ

کھولا اور دروازے کے باہر کھڑے بلیک زیر کو بلایا اس نے اس کے

کھن میں سرگوشی کی اور بلیک زیر خاموشی سے ایک ستون کی آڑ میں

ہو گیا۔ عمران خود کمرے کے اندر ایک صوفے کی آڑ میں بیٹھ گیا اس

نے ایک مشین گن اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اسے

باہر پورج میں کار رکنے کی آواز سنائی دی اور قدموں کی آوازیں

دروازے کی طرف بڑھتی نظر آئیں۔

”یہاں معاملہ کچھ گڑبڑ نظر آتا ہے ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی

ہے“ — ایک آواز سنائی دی۔

”ہاں“ — دوسری آواز ابھری اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے

کھلا اور دو آدمی اچھل کر اندر آ گئے ان کے ہاتھوں میں ریوالتور تھے۔

یہ پرس زیر اور ڈاگ تھے۔ جب کمرے میں نکھری ہوئی لاشیں انہیں

نظر آئیں تو حیرت کے مارے وہ سن ہو کر رہ گئے۔ عمران اچانک

صوفے کے پیچھے سے نکلا اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے اس کی

مشین مکن نے شعلے اگلے اور ان دونوں کے ہاتھوں سے ریوالتور نکل کر دور جا کرے اسی لمحے بلیک زیرو بھی ان کی پشت پر آگیا۔ عمران نے آنکھ کا مخصوص اشارہ کیا اور بلیک زیرو اور عمران کے ہاتھ بلیک وقت حرکت میں آئے اور ان دونوں کے سروں پر پہاڑ ٹوٹ پڑے مشین گنوں کے دستوں کے ایک ہی وار نے انہیں ہوش کی سرحدوں سے دور پھینک دیا تھا۔

”چلو ان تینوں کو اٹھا کر کار میں ڈالو ہمیں فوراً وائس منزل پہنچا ہے میں آج ہی ان سے سب کچھ اگلا لیتا چاہتا ہوں“ — عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اس نے ڈاگ کا اٹھا کر کانٹے پر لادنا اور تیزی سے باہر موجود کار کی جھیلی نشست پر لٹا دیا بلیک زیرو نے بھی پرنس زیرو کو اٹھا کر ڈالا اور پھر وہ میڈم پاشوری کو بھی اٹھا لایا عمران کار کو لئے کوٹھی سے باہر نکل آیا اس نے بلیک زیرو کی کار کے قریب کار روکی اور پھر اسے کار لے کر وائس منزل آنے کے لئے کہا۔

وائس منزل کے میٹنگ روم میں اس وقت کیپٹن فکیل اور عمران موجود تھے۔ کیپٹن فکیل کے چہرے پر ڈاگ کا میک اپ کیا جا چکا تھا اور عمران بھی میک اپ میں تھا۔

”تمہیں تمام تفصیلات یاد ہیں ناں“ — عمران نے کیپٹن فکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ میں اپنا کردار بخوبی سرائیام دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔“

کیپٹن فکیل نے جواب دیا۔

”اب غور سے سنو۔ میں شلماک کے میک اپ میں دارالحکومت میں موجود رہوں گا۔ تم نے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر مجھے وہاں کی چویش بتانی ہے تاکہ میں وہاں پہنچ جاؤں پھر میں شلماک کو خود قابو کر لوں گا۔“

عمران نے اسے مزید سمجھاتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں ایسا ہی ہوگا“ — کیپٹن فکیل نے کہا اور

عمران نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔

”کیپٹن کھلیل پر اعتماد انداز میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد عمران آپریشن روم پہنچا۔ وہاں بلیک زیرو موجود تھا۔

”ظاہر۔ تم ٹیم کو لے کر کرغل فریدی کے ملک پہنچ جانا میں خود تم سے کنکٹ کروں گا۔“ عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ میں نے انتظام مکمل کر لیا ہے۔“ بلیک زیرو نے سنجیدگی سے جواب دیا اور عمران واپسی کے لئے مڑ گیا۔ عمران کے جانے کے بعد بلیک زیرو نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ڈاگ اور میڈم باثوری نے حیرت انگیز انکشافات کئے تھے اور عمران نے ٹیم سمیت کرغل فریدی کے ملک جانے کا پروگرام بنا لیا تھا تاکہ مجرموں کی گنج معنوں میں جانچ سکی جاسکے۔

کیپٹن کھلیل ڈاگ کے روپ میں شلٹاک کے پاس پہنچ چکا تھا اور شلٹاک کو اس پر ذرا بھی شک نہیں ہوا تھا کیونکہ کیپٹن کھلیل نے اسے ریڈ زیرو قائل دے دی تھی۔ گو یہ قائل جعلی تھی مگر اتنی ذرا دوری سے تیار کی گئی تھی کہ اسے آسانی سے چیک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ کیپٹن کھلیل اور شلٹاک نے میٹنگ کی جہاں اس پر یہ انکشاف ہوا کہ کرغل فریدی کو ختم کیا جا چکا ہے اور کیپٹن حمید ٹھپے تہ خانوں میں پہنچ چکا ہے۔ کیپٹن کھلیل ٹرانسمیٹر پر عمران کو کال کر چکا تھا اور عمران شلٹاک کے روپ میں ہیڈ کوارٹر میں گھسنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ جس وقت میٹنگ ہو رہی تھی عمران شلٹاک کے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ شلٹاک کے روپ میں اسے کسی نے وہاں جانے سے نہیں روکا تھا۔ میٹنگ ختم ہوتے ہی شلٹاک کیپٹن کھلیل کو لئے جیسے ہی اس کمرے میں پہنچا عمران نے جو ایک الماری کے پیچھے چھپا ہوا تھا اچانک

اس پر حملہ کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ شلاک غصہ لے اس کی کمری
بھیلی اسے فرش بوس کر چکی تھی۔

”اب یہ دو گھنٹے تک ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اس وقت تک میں
اس کی تمام تنظیم کو کور کر لوں گا۔“ — عمران نے جو شلاک کے
میک اپ میں تھا کہا۔

”یہ کہہ رہا تھا کہ کرل فریدی ختم کیا جا چکا ہے۔“ — کیپٹن
فکلیل نے کہا۔

”ہو نہ۔ کرل فریدی اس کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اسے اللہ
حسی ہوئی ہوگی۔ سرحال میں چاہتا ہوں کہ تمام تنظیم کا خاتمہ کر کے پی
پکائی کرل فریدی کے آگے ڈالوں۔ ابھی میں اسے چھوڑنا نہیں
چاہتا۔“ — عمران نے کہا۔

”کیپٹن حمید نچلے تہ خانوں میں قید ہے۔“ — کیپٹن فکلیل نے
کہا۔

”اچھا۔ چلو پہلے اس سے نمٹ لیں ایسا نہ ہو کہ وہ کھل جائے اور
کرل فریدی وقت سے پہلے ہم پر آپڑے۔“ — عمران نے کہا اور
پھر وہ کیپٹن فکلیل کو لئے باہر نکل آیا۔ محافظوں نے اسے شلاک کے
کریا قاعدہ سلام کیا۔

”کیپٹن حمید کون سے کمرے میں ہے۔ چلو ہمارے ساتھ۔ آج میں
اس کا خاتمہ کرتا ہوں۔“ — عمران نے ایک محافظ سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”ٹھیک ہے ہاں۔ وہ بہت خطرناک ہے۔“ — محافظ نے کہا اور
پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے چل پڑا۔ وہ دونوں مختلف راہداریوں سے
گزرتے ہوئے ایک کمرے کے سامنے جا کر رک گئے۔ عمران نے تلا
کھونے کا اشارہ کیا۔ محافظ نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور عمران
نے کیپٹن فکلیل کو اشارہ کیا اور وہ دونوں اچھل کر اندر پہنچ گئے۔ مگر
دوسرے لمحے کیپٹن حمید نے اچانک جھپٹا مارا اور کیپٹن فکلیل کے ہاتھ
میں پکڑی ہوئی مشین گن اچک لی مگر عمران نے پکلی کی سی تیزی سے
اس کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر
دور جا گری اور عمران نے مشین گن اس کے سینے سے لگا دی۔ مگر
کیپٹن حمید کے ذہن پر تو چھپکلی سوار تھی۔ اس نے مشین گن کی پرواہ
کے بغیر اچھل کر پوری قوت سے عمران کے پیٹ میں لات مارنے کی
کوشش کی مگر عمران نے بڑی پھرتی سے وار بچا لیا۔ کیپٹن فکلیل نے
کیپٹن حمید پر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر عمران نے کہا ڈاگ تم ایک
طرف ہٹ جاؤ کیپٹن حمید سے میری پرانی یاد اللہ ہے میں اس سے خود
نٹ لوں گا اور کیپٹن فکلیل خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ پھر
کیپٹن حمید اور عمران کے درمیان آنکھ پھولی شروع ہو گئی۔ پھر ایک
موقع پر مشین گن کیپٹن حمید کے ہاتھ میں پہنچ گئی اور اس نے اس پر
فائر کھول دیا مگر کمرہ عمران کے زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ مشین
گن میں میگزین ہی موجود نہیں تھا۔ ابھی ان دونوں کے درمیان
جنگ جاری تھی اور عمران اپنے مخصوص انداز میں کیپٹن حمید کو

چڑا رہا تھا کہ اچانک راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر ایک آدمی ہانپتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

”چیف باس۔ کوٹھی پر حملہ ہو گیا ہے۔ نامعلوم حملہ آوروں نے پوری کوٹھی پر قبضہ کر لیا ہے۔“ اور پھر اس آدمی سے ملے ہوئے پر معلوم ہوا کہ حملہ آوروں کی ٹیم کا انچارج کرنل فریدی ہے اور تھوڑی دیر بعد راہداری ایک بار پھر قدموں کی آوازوں سے گونج اٹھی اور کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت اندر آ گیا۔

”ہنڈز اپ۔ خیوار اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا۔“ کرنل فریدی نے گرجدار لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہاں مجھے کوئی آگ و قیہو نظر نہیں آ رہی جس پر بھونکے اور پھر کرنل فریدی آدم خور کب سے ہو گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔

”تم شلاک ہو۔“ کرنل فریدی اس کی آواز سننے ہی پر کھڑا ہوا۔ ظاہر ہے عمران کرنل فریدی کو تو دھوکا نہیں دے سکتا تھا۔

”جناب آپ کا خادم۔ شلاک عرف علی عمران ایم ایس سی۔ الی ایس سی (آکسن)۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کپڑی کے قریب چمکی بھری اور ایک پتلی کی جھلی اس کے چہرے سے اترتی چلی گئی اور اب وہاں شلاک کی بجائے علی عمران کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کی نظروں میں استہلاکی شوخی تھی اور کپڑی حمید اور کرنل فریدی دونوں احمق بنے اسے دیکھ رہے تھے۔

اچانک کپڑی حمید کو نجانے کیا سوچھی کہ اس نے جھپٹ کر قریب کمرے زبرد فورس کے آدمی سے ریو الوور جھپٹا اور پھر کچلی کی سی تیزی سے اس نے ریو الوور کا رخ عمران کی طرف کر کے ٹیگر دیا دیا۔ عمران کو شاید خواب میں بھی کپڑی حمید سے اس اقدام کی توقع نہیں تھی۔ اس لئے نتیجہ ظاہر تھا۔ ریو الوور سے نکلی ہوئی گولیاں سیدھی عمران کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔